﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 19 | جمعۃ المبارک 25 مئی 2012ء | 3 رجب 1433 ہجری قمری ❁ 25 ہجرت 1391 ہجری شمسی | شمارہ 21

قرآن پر ایمان نہیں لایا

حضرت صہیبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”جس نے قرآن کے بیان کردہ حرام امور کو اپنے لئے حلال کردیا وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا“۔

(جامع ترمذی کتاب فضائل القرآن باب من قرء حرفا حدیث نمبر:2841)

مخالفینِ احمدیت چاہے جتنا بھی زور لگالیں ہمارے ایمانوں کو چھین نہیں سکتے۔ دنیا کے ہر کونے میں بسنے والا احمدی جب ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت باندھ کر پھر اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر قائم ہوجاتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اُس کے ایمان کو زک نہیں پہنچاسکتی۔ چاہے وہ بنگلہ دیشی احمدی ہے یا پاکستانی۔ انڈونیشین ہے یا افریقن۔ یورپ کا رہنے والا ہے یا امریکہ کا یا جزائر کا۔ ان کی ایمانی غیرت ہر جگہ ایک جیسی نظر آتی ہے۔

میرے آقا جو رحمۃ للعالمین ہیں، اُس پیغام کو لے کر آئے تھے جو دلوں میں تقویٰ پیدا کرتے ہوئے انسانیت کی قدریں قائم کرنے والا تھا۔ جو غریبوں، بے سہاروں کی پناہ گاہ تھا۔ جو یتیموں کا سہارا تھا۔ جو بھوکوں کو کھانا کھلانے والا تھا۔ جو عورتوں کی عزت قائم کرنے والا تھا۔ اُن کے حقوق دلوانے والا تھا۔ جو مخالفین سے بات کرتے ہوئے موعظہ حسنہ کی تعلیم دینے والا تھا۔ حسنِ کلام سے دلوں کو لبھانے والا تھا۔ جو دنیا میں امن، صلح اور آشتی کو قائم کرنے کے لئے اپنے حقوق بھی چھوڑنے کے لئے کہتا تھا۔ جو راہب خانوں، چرچوں اور یہودی معبدوں کی حفاظت کی اُسی طرح تلقین کرتا تھا جس طرح مسلمانوں کی مساجد کی حفاظت کی۔ وہ غیر مسلموں کی جان و مال کی اُسی طرح ضمانت دیتا تھا جس طرح مسلمانوں کی جان و مال کی ضمانت دیتا تھا۔

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی سربلندی کے لئے اور اسلام کے کامل اور مکمل مذہب ہونے کے لئے ایک اجتماعی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن مذہب کے نام پر خون کرکے نہیں۔ دین کی آڑ میں ذاتی اَناؤں اور مفادات کی تسکین کے لئے نہیں۔ دین کے نام پر اپنی سیاسی برتری ثابت کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ خالصۃً اُس تعلیم کی روشنی میں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیاء پر اتاری۔ اُس اُسوہ کی روشنی میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمایا۔

بنگلہ دیش کے رہنے والے نوجوانوں کا بھی کام ہے، انصار کا بھی کام ہے اور خواتین کا بھی کام ہے کہ اپنے نمونے اس اعلیٰ خُلق پر قائم کرنے کی کوشش کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمایا۔ پورے جماعتی نظام کو ایک مہم کی صورت میں پہلے اپنی اصلاح کرنے اور پھر اس پیغام کو ملک کے کونے کونے میں ہر شخص تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اپنے ہم وطنوں پر ثابت کردیں کہ آج ہم ہی سب سے زیادہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں۔ یہی وہ پیغام ہے جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آئے تھے۔ پس آگے بڑھیں اور اس زمانے کے امام کو ماننے کا حق ادا کریں۔ مصلحتوں اور سوچوں میں نہ پڑ جائیں۔ دشمن جو احمدیت کو ختم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا آخری زور لگا رہا ہے یہ تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ یہ آخری زور ہے اور اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس کی موت ہے۔ احمدیت کا پھیلنا الٰہی تقدیر ہے۔

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عشقِ رسولؐ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے امن اور عدل و انصاف کے قیام سے متعلق ارشادات اور اُسوہ حسنہ کی روشن مثالوں کا تذکرہ)

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طاہر ہال (بیت الفتوح) لندن سے
5 فروری 2012ء کو جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کے جلسہ سالانہ سے ایم ٹی اے کے مواصلاتی رابطوں کے ذریعہ براہ راست اختتامی خطاب)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

الحمدللہ آج بنگلہ دیش کا جلسہ سالانہ اپنے اختتام کو پہنچ رہا ہے۔ گزشتہ سال بنگلہ دیش کی جماعت نے ایک کھلی جگہ پر جلسہ منعقد کرنے کا انتظام کیا تھا اور اُس کے لئے لاکھوں ٹکا خرچ کیا تھا۔ اس کے لئے حکومت کے افسران اور انتظامیہ کے علم میں لاکر تمام انتظامات کئے گئے تھے اور افسران نے تسلی دلائی تھی کہ سب کچھ ٹھیک رہے گا۔ لیکن جلسے کے پہلے دن ہی چند اوباش طبع لوگوں کے ٹولے نے جو اپنے آپ کو اسلام کی بڑی غیرت رکھنے والا سمجھتے تھے، تھوڑا سا شور مچایا تو انتظامیہ نے اُن کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے۔ یا انتظامیہ اور پولیس خود اس ٹولے کے ساتھ مل کر ہمارے جلسہ سالانہ کو ناکام کرنا چاہتی تھی۔ بہرحال انتظامیہ نے ہمیں زور دیا کہ پہلے دن کا جلسہ شام پانچ بجے سے پہلے پہلے ختم کیا جائے۔ اور آئندہ دو دن کی اجازت نہیں ہے۔ احمدی کیونکہ قانون سے ہمیشہ تعاون کرنے والے اور پابند ہیں اس لئے انہوں نے حکومتی کارندوں کے کہنے پر اپنا لاکھوں کا نقصان برداشت کیا اور جلسہ سالانہ پہلے دن کے بعد اُس جگہ سے منتقل کردیا۔ اور اپنی مسجد کے علاقے میں جہاں ہر سال جلسہ ہوتا تھا، وہاں جلسے کو منتقل کردیا گیا۔ اس پرانی جگہ سے جلسہ منتقل کرنے کی وجہ ہی یہی تھی کہ یہ جگہ چھوٹی پڑ گئی تھی اور اب ضرورت تھی کہ باہر نکل کر

کھلی جگہ پر جلسہ منعقد کیا جائے تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اُس میں شامل ہوسکیں۔ لیکن بہرحال انتظامیہ کی کوشش کے باوجود، مخالفین کی کوشش کے باوجود، اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ بنگلہ دیش کو توفیق دی کہ انہوں نے اپنا تین دن کا جلسہ مکمل کیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپنی ایمانی حرارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے جس مقصد کے لئے آئے تھے اُس کو پورا کر کے واپس لوٹے۔

پس مخالفینِ احمدیت چاہے جتنا بھی زور لگا لیں ہمارے ایمانوں کو چھین نہیں سکتے۔ دنیا کے ہر کونے میں بسنے والا احمدی جب ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عہدِ بیعت باندھ کر پھر اس پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر قائم ہو جاتا ہے تو دنیا کی کوئی طاقت اُس کے ایمان کو زک نہیں پہنچا سکتی۔ چاہے وہ بنگلہ دیشی احمدی ہے یا پاکستانی، انڈونیشین ہے یا افریقن۔ یورپ کا رہنے والا ہے یا امریکہ کا یا جزائر کا، ان کی ایمانی غیرت ہر جگہ ایک جیسی نظر آتی ہے۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کا پیغام دنیا کے ہر براعظم اور دنیا کے ہر کونے میں پہنچ چکا ہے اور یہ پہنچنا ہی تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ ’’مَیں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا‘‘۔

(تذکرہ صفحہ 260 ایڈیشن چہارم مطبوعہ ربوہ)

پس کیا کوئی انسانی طاقت اللہ تعالیٰ سے مقابلہ کر سکتی ہے؟ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیغام کو جو درحقیقت اسلام کا حقیقی پیغام ہے، دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے بارے میں دوٹوک الفاظ میں آپ کو الہاماً فرمایا کہ میں اُسے دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ تو اب دنیا چاہے جتنا زور لگا لے وہ کبھی اس پیغام کے پھیلنے کے راستے میں روک نہیں بن سکتی۔ ہمارے مخالفین یہ دیکھ بھی رہے ہیں لیکن پھر بھی اپنی حرکتوں سے باز نہیں آتے۔

اسلام کے نام پر جو حرکتیں یہ کرتے ہیں کیا یہ اسلام ہے؟ کیا یہ وہ اسلام ہے جو ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے تھے؟ ہرگز نہیں۔ میرے آقا جو رحمۃٌ للعالمین ہیں، اُس پیغام کو لے کر آئے تھے جو دلوں میں تقویٰ پیدا کرتے ہوئے انسانیت کی قدریں قائم کرنے والا تھا۔ جو غریبوں بے سہاروں کی پناہ گاہ تھا۔ جو یتیموں کا سہارا تھا۔ جو بھوکوں کو کھانا کھلانے والا تھا۔ جو عورتوں کی عزت قائم کرنے والا تھا۔ اُن کے حقوق دلوانے والا تھا۔ جو مخالفین سے بات کرتے ہوئے موعظہ حسنہ کی تعلیم دینے والا تھا۔ حسنِ کلام سے دلوں کو لبھانے والا تھا۔ جو دنیا میں امن، صلح اور آشتی کو قائم کرنے کے لئے اپنے حقوق بھی چھوڑنے کے لئے کہتا تھا۔ جو راہب خانوں، چرچوں اور یہودی معبدوں کی حفاظت کی اُسی طرح تلقین کرتا تھا جس طرح مسلمانوں کی مساجد کی حفاظت کی۔ وہ غیر مسلموں کی جان و مال کی اُسی طرح ضمانت دیتا تھا جس طرح مسلمانوں کی جان و مال کی ضمانت دیتا تھا۔ غرض کہ حسین تعلیم کے جتنے بھی پہلو ہو سکتے ہیں وہ اسلام لے کر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس تعلیم کے ایک ایک حرف کو اپنے قول و فعل سے ثابت کر کے ایک ایسا عظیم الشان اُسوہ قائم فرمایا جو ایک حقیقی مسلمان کے لئے ہمیشہ کے لئے پاک نمونہ ہے۔ جس پر چلے بغیر ایک مسلمان حقیقی مسلمان نہیں کہلا سکتا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے میدان میں اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلتے ہوئے وہ نمونے قائم کئے جو بعد میں آنے والے مسلمانوں کے لئے پھر ایک نمونہ بن گئے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع کا نمونہ اس لئے قائم ہوا کہ انہوں نے قرآنِ کریم کی تعلیم کو سمجھا۔ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ (آل عمران:32) کا حقیقی ادراک حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے حصول کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو اپنایا۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اور خشیت ان کے دلوں میں تھی۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے دلوں میں تقویٰ تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جو گویا ہر وقت خدا تعالیٰ کو سامنے دیکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے اور خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کی اُن میں ایک تڑپ تھی۔ اور اُن کو پتہ تھا کہ یہ تقویٰ، یہ خشیت، یہ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کی تڑپ پوری نہیں ہو سکتی جب تک کامل اتباع اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ ہو کہ یہی نبیؐ انسانِ کامل ہے جس کو تمام دنیا کے لئے ایک عظیم نمونہ بنا کر خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔ لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا (الاحزاب: 22)۔ یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اللہ اور یومِ آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے۔ یہ اسوہ، یہ نمونہ کیا صرف اُس وقت کے لئے اور اُس زمانے کے لئے تھا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دنیا میں اپنی زندگی گزاری؟ نہیں۔ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تمام انسانوں کے لئے رسول ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا کہ قُلْ یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا (الاعراف: 159)۔ لوگوں کو بتا دو کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا رسول تمام انسانوں اور تمام زمانوں کے لئے تھا اور ہے۔ اور آپؐ کا اُسوہ ہی اب راہِ نجات ہے۔ اور اس اُسوہ پر عمل کرنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور خشیت کی ضرورت ہے۔ ورنہ ہر میدان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اسوہ قائم کیا اُس پر عمل نہیں ہو سکتا جب تک یہ چیزیں نہ ہوں، تقویٰ نہ ہو۔

پس آج بھی صحابہ کے سے تقویٰ اور اخلاص اور وفا کی روح پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ انسانی فطرت میں کیونکہ کمزوری ہے جس سے شیطان فائدہ اُٹھاتا ہے اور اس کو وہ دین سے دور کر دیتا ہے، ہوشیاری اور چالاکی سے خدا تعالیٰ کے پیار کے نام پر یا نبی کی تعلیم کے نام پر انسان کو نبی کی بنیادی تعلیم سے دور لے جاتا ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں مختلف مثالیں دی ہیں کہ شیطان کس طرح مختلف صورتوں میں انسان کو اپنے پنجے میں لانے کی کوشش کرتا ہے۔ مثلاً جیسے شیطان کی حضرت آدم علیہ السلام کو اپنے صحیح راستے سے ہٹانے کی کوشش کا ذکر ہے۔ یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نام پر بچھڑے کو پوجنے کی طرف مائل کرنے کا ذکر ہے۔ تو یہ سب شیطانی حربے ہیں جو شیطان کرتا ہے اور ہر نبی کے ماننے والے شیطان کے پنجے میں گرفتار ہوئے۔ آخرکار اپنے اصل دین سے ہٹ گئے اور نتیجتاً اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آئے۔ مسلمانوں کے ساتھ بھی یہی کچھ ہونا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی پیشگوئی فرمائی تھی۔ لیکن کیونکہ آپ تمام زمانوں اور انسانوں کے لئے رسول ہیں، رحمۃٌ للعالمین ہیں، آپؐ پر دین کامل ہوا اور جو دنیا و آخرت کی نعمتیں تھیں آپؐ پر تمام ہوئیں، اور خدا تعالیٰ نے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: 10) کا وعدہ فرما کر تا قیامت آپ کی شریعت اور آپ پر اتری ہوئی کتاب کی حفاظت کا اعلان فرما دیا تھا۔ اس لئے مسلمانوں کی گراوٹ کے زمانے میں بھی اولیاء اللہ اور مجددین کے ذریعے دین پر عمل کے نمونے اور آپؐ کے اسوہ پر چلنے والوں کے نمونے اللہ تعالیٰ قائم فرماتا رہا۔ اور پھر وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ (الجمعۃ:4) کے وعدے کو پورا فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق، خاتم الاولیاء، خاتم الخلفاء اور آخری ہزار سال کے مجدد کو بھیج کر ایک ایسی جماعت کا قیام فرما دیا جس نے پھر یہ عہد کیا کہ ہم تقویٰ کو قائم کریں گے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی اور اتّباع کرتے ہوئے آپؐ کے اُسوہ کو قائم کریں گے۔

پس ہمیں یہ واضح ہونا چاہئے اور سمجھنا چاہئے کہ ہمارے یہ جلسے اسی لئے ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور تقویٰ پر چلنے کی بھرپور کوشش کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کے ہر پہلو کو اپنے لئے ایک نمونے بناتے ہوئے اُس پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اگر یہ نہیں تو ہمارے جلسوں کا کوئی مقصد نہیں اور نہ ہی ایک احمدی کو احمدی کہلانے کا کوئی فائدہ ہے۔ (ماخوذ از شہادت القرآن روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394-395)

پس اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عاشقِ صادق ہی ہے جس نے پھر ہمیں وہ اسلوب سکھائے جن سے خدا تعالیٰ کا تقویٰ اور اُس کی خشیت دل میں پیدا ہوتی ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ پر چلنے کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔ ہمارے مخالفین مسلمان ہمیں کس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یقین نہیں رکھتے۔ ہم دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق و محبت میں کسی بھی دوسرے مسلمان سے زیادہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس کی خاطر ہر قربانی کے لئے دوسروں سے بڑھ کر تیار ہیں اور یہ قربانیاں دیتے ہیں۔ لیکن ہم نے اس غیرت اسلام کے دکھانے کے وہ اسلوب اپنائے ہیں جو امام الزمان نے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو کر ہمیں سکھائے ہیں۔ جس سے اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا پر روشن ہوتی ہے۔ وہ موعظہ حسنہ اپناتے ہیں جس سے اسلام کے مخالفین کی اسلام کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس گہرائی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو اس زمانے میں قائم کرنے کی تلقین اور کوشش فرمائی اور کیا طریق بیان فرمائے۔ اس کی وظیفوں اور وِردوں کے حوالے سے جو آجکل دوسرے مسلمانوں میں رائج ہیں، مثال دیتا ہوں۔ آجکل بھی اور آپ علیہ السلام کے وقت میں بھی مسلمانوں میں بہت سی بدعات نے راہ پالی تھی۔ پیروں، فقیروں کے ڈیروں پر ذکر اور وِردوں کی مجلسیں جمتی ہیں۔ معصوم لوگ پیِروں کے پاس جاتے ہیں تو وہ اُنہیں مختلف وظیفے بتا دیتے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسی مجلسوں کو بدعتیں قرار دیا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ اور آپؐ کے زمانے سے ثابت نہیں۔ آپ نے فرمایا ’’جو طریق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار نہیں کیا وہ محض فضول ہے‘‘۔ فرماتے ہیں ’’آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر منعم علیہ کی راہ کا سچا تجربہ کار اور کون ہو سکتا ہے؟ جس پر نبوت کے بھی سارے کمالات ختم ہو گئے۔ اس راہ کو چھوڑ کر اور ایجاد کرنا خواہ وہ بظاہر کتنا ہی خوش کرنے والا معلوم ہوتا ہو، میری رائے میں ہلاکت ہے‘‘۔

(الحکم نمبر 11 جلد 9 صفحہ 6 مورخہ 31 مارچ 1905ء)

پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا:

’’میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور نقشے پر چلنے کے بغیر کوئی انسان، کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا‘‘۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 543-544۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس یہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم اور آپ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ حسنہ کے بارہ میں فہم و ادراک۔ لیکن مخالفینِ احمدیت کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی مان کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام گرا رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کا ایک اور حوالہ پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

’’سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت و پیروی و تصدیقِ رسالت اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے۔ اور اُن انعامات کا وارث جو اگلے برگزیدہ انبیاء پر ہوئے۔ چنانچہ فرمایا یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا (انفال:30) یعنی وہ تمہیں ایک فرقان دے گا‘‘۔ فرماتے ہیں ’’پس دوسرے مذاہب اور اس میں ایک مابہ الامتیاز اسی جہان میں ہونا ضروری ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 633۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

آجکل جو مسلمانوں کی حالت ہے، اسلامی ممالک کے اندر جو فتنہ اور فساد اور فسق و فجور پھیلا ہوا ہے، جس کا ان ملکوں کے اخباروں میں، کالم لکھنے والوں میں برملا اظہار بھی ہوتا ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے محبوبوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ سلوک رکھتا ہے؟ بعض علماء اور لکھنے والے خود یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہم سے ناراض لگتا ہے۔ بنگلہ دیش میں بھی بعض مفاد پرست عناصر اور نام نہاد علماء کا ٹولہ پاکستانی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ احمدیوں کو ہر طرح سے، ہر چیز سے محروم کر دو۔ کیا اُن کی پاکستان پر نظر نہیں کہ کس

بقیہ صفحہ 9 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے
حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،
گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر197

مکرم عباس عادل عباس محمد عفیفی صاحب

(2)

گزشتہ قسط میں ہم نے مکرم عباس عادل صاحب کی عیسائی بیوی کے اسلام اور قرآنی تعلیم پر بعض اعتراضات کا جائزہ لیا تھا جن میں سے اکثر ان خیالات کا نتیجہ تھے جو غلط طور پر اسلام کی طرف منسوب کیئے گئے ہیں۔اس قسط میں مکرم عباس صاحب کی زبانی اس سے آگے کی کہانی سنتے ہیں۔وہ لکھتے ہیں:

بیوی کے اعتراضات اور مولویوں کی باتیں

میری بیوی قرآن کریم کا ترجمہ اور اسلام کے عقائد کے بارہ میں مطالعہ کرتی اور پھر مجھ سے سوال کرتی تھی۔اور عموماً ایسے امور کے بارہ میں پوچھتی جن کا جواب مجھے بھی نہیں آتا تھا۔لہذا مَیں ان سوالات کے بارہ میں مولویوں سے پوچھتا اور پھر اپنی بیوی کو ان کے جواب سے مطلع کرتا۔علاوہ ازیں میں مختلف سوالوں کے جوابات کو ریکارڈ کر کے اپنے پاس محفوظ بھی کرتا جاتا تھا کہ اگر آئندہ میری بیوی یا کوئی اور مجھ سے اس بارہ میں پوچھے تو جواب میرے پاس تیار ہو۔

ان مولویوں میں سے مجھے ڈاکٹر عمر عبدالکافی بہت پسند تھے اور میری خواہش تھی کہ کاش وہ کسی وقت مصر کے صدر بن جائیں۔ایک روز میں ان کا پروگرام دیکھ رہا تھا جس میں میزبان نے ان سے امام مہدی کے بارہ میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ امام مہدی کے بارہ میں مروجہ تصورات درست نہیں ہیں کیونکہ ان کے بارہ میں جملہ احادیث ضعیف ہیں۔یہ ایک ایسی بات تھی جسے میں اپنی زندگی میں پہلی مرتبہ سن رہا تھا اور یہ عام مروجہ خیالات کے بالکل برعکس تھی، کیونکہ ہم تو انہی خیالات کو سن سن کر پروان چڑھے تھے کہ امام مہدی آئے گا اور اسلام کو تلوار کے زور سے غالب کرے گا۔ بلکہ میں تو بچپن سے ہی اپنے دل میں یہ خواہش رکھتا تھا کہ امام مہدی کے ساتھ مل کر کفار کے ساتھ جنگ کروں گا۔اور اس مروجہ عقیدہ کی بنا پر میں اکثر اپنی بیوی سے کہا کرتا تھا کہ ایسی تباہیاں آنی ہیں کہ تمام ایٹمی اسلحہ اور دھماکہ خیز مواد ناپید ہو جائے گا اور جب امام مہدی آئے گا تو ہم دوبارہ تلوار سے جنگ لڑیں گے۔

پھر جب مَیں یورپ میں آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں جھوٹے پروپیگنڈہ اور بہتان طرازی پر مشتمل توہین آمیز کلام سنا تو میرے دل سے یہ دعا نکلی کہ کاش اب امام مہدی آجائیں تو ہم ایسے شتّام کافروں کے ساتھ جنگ کر کے اسلام کا جھنڈا بلند کرنے والے بن جائیں۔

تبصرہ

یہاں یہ بتانا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے قبل سے لے کر آج تک مسلمانوں کی اکثریت کا یہی ایمان ہے کہ امام مہدی آکر قتل وخون کریں گے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس باطل خیال کا ردّ فرمایا تو ان متشدد مسلمانوں نے امام مہدی کے بارہ میں اپنے مروجہ عقیدہ کے تناظر میں حکومت کو لکھ لکھ کر بتایا کہ یہ شخص امام مہدی کا دعویدار ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ غیر مسلموں کو تہِ تیغ کرنے کے خیالات رکھتا ہے۔اور جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار اپنی کتب میں اس مسئلہ کی وضاحت کی تو انہوں نے پینترا بدلا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر جہاد کی منسوخی کا الزام لگادیا۔یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مختصراً حضور علیہ السلام کے الفاظ میں اس مسئلہ کی وضاحت کے لئے دو اہم نکات عرض کردیئے جائیں۔

اتمام حجت کے بغیر سزا نہیں ہوسکتی

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اگر تم خیال کرتے ہو کہ مہدی اور مسیح تلوار اور نیزہ کے ساتھ نکلیں گے اور زمین کو خون ریزیوں سے پُر کردیں گے۔سو یہ وہم صرف تمہاری کم عقلی سے پیدا ہوا ہے اور تمہارے کچے خیال اس کا موجب ہیں اور خدا تعالیٰ ایسا نہیں ہے جو دنیا کو اتمام حجت سے پہلے ہلاک کردے۔کیا وہ بے خبر بندوں کو ہلاک کرے گا۔کیا تم انگریزوں کی قوم کو نہیں دیکھتے کہ قرآن اب تک ان تک نہیں پہنچا اور دقائق فرقان سے بے خبر ہیں اور بخدا وہ بچوں کی طرح ہیں جو اللہ تعالیٰ کے بھیدوں سے غافل ہیں۔کیا تمہارے نزدیک بچوں کا قتل کرنا جائز ہے؟ اس کا جواب دو اگر تم شریعت کے قانونوں سے واقف ہو۔‘‘ (عربی عبارت کا اردو ترجمہ منقول از نور الحق، روحانی خزائن جلد8 صفحہ245)

جبر واکراہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہے

اسی طرح حضور علیہ السلام نے فرمایا:

’’جس کام کے لئے آپ لوگوں کے عقیدوں کے موافق مسیح ابن مریم آسمان سے آئے گا یعنی یہ کہ مہدی سے مل کر لوگوں کو جبراً مسلمان کرنے کے لئے جنگ کرے گا یہ ایک ایسا عقیدہ ہے جو اسلام کو بدنام کرتا ہے۔قرآن شریف میں کہاں لکھا ہے کہ مذہب کے لئے جبر درست ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ تو قرآن شریف میں فرماتا ہے لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین میں جبر نہیں ہے۔پھر مسیح ابن مریم کو جبر کا اختیار کیونکر دیا جائے گا یہاں تک کہ بجز اسلام یا قتل کے جزیہ بھی قبول نہ کرے گا۔یہ تعلیم قرآن شریف کی کس مقام اور کس سیپارہ اور کس سورہ میں ہے۔سارا قرآن بار بار کہہ رہا ہے کہ دین میں جبر نہیں۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد19 صفحہ73 تا74)

اس تبصرہ کے بعد اب ہم دوبارہ مکرم عباس عادل صاحب کی کہانی کی طرف آتے ہیں۔

بیوی کا قبول اسلام

ہماری شادی کے تقریباً اڑھائی یا تین سال بعد ایک دن صبح صبح میری بیوی ایک کاغذ پر لفظ ’’اللہ‘‘ لکھ کر لائی اور مجھ سے پوچھنے لگی کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ مَیں نے پوچھا کہ یہ تم نے کہاں سے سیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ پہلے مجھے اس کا مطلب بتائیں پھر مَیں آپ کو ساری کہانی بتاتی ہوں۔مَیں نے اسے سمجھایا کہ یہ لفظ کیا ہے۔پھر اس نے مجھے بتایا کہ:

مَیں نے آج رات خواب میں دیکھا کہ مَیں ایک چرچ میں ہوں اور میرے دیگر گھر والے میرے پیچھے ہیں۔اچانک اپنے سامنے یہ لفظ یعنی ’’اللہ‘‘ لکھا ہوا دیکھا جو ایک شخص کے سر پر سایہ فگن تھا جس کا صرف چہرہ نظر آتا ہے جبکہ باقی جسم نور کا بنا ہوا تھا۔

اس رؤیا نے میری بیوی کو کچھ ایسا اطمینان اور انشراحِ صدر عطا فرمایا کہ اس نے اسلام قبول کرنے کا فیصلہ کرلیا۔میں نے اسے کہا کہ اسلام قبول کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ہمارے ہاں نمازیں اور روزے ہیں جو تمہیں بہت مشکل لگیں گے۔ اسی طرح سؤر کا گوشت نہیں کھا سکتے نیز ہمارے ہاں مرتد کی سزا قتل ہے۔اس کے باوجود اس نے کہا کہ مَیں نے اسلام قبول کرنا ہے۔مَیں اسے مولوی کے پاس لے گیا اور یوں اس نے باضابطہ طور پر اسلام قبول کرلیا۔

عالم تنہائی کا ایک سجدہ

مَیں اپنی بیوی کے قبولِ اسلام پر بہت خوش تھا۔ لیکن انہی دنوں مَیں نے بعض دہریوں کو دیکھا جو خدا کو گالیاں دے رہے تھے۔مَیں نے ان سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کسی طور نہ مانے۔شام کو عشاء کی نماز کے بعد میری اہلیہ نے مجھے کہا کہ لگتا ہے کہ رات بارش ہوگی اس لئے باہر سوکھنے کے لئے ڈالے ہوئے کپڑے اتار لائیں۔مَیں باہر نکلا تو مجھے ان دہریوں کی باتیں یاد آگئیں۔مَیں نے آسمان کی طرف منہ کر کے بڑے درد کے ساتھ کہا کہ اے خدا تو کتنا عظیم ہے، یہ لوگ تجھے گالیاں دیتے ہیں پھر بھی تو انہیں رزق عطا کرتا ہے۔ انہی سوچوں میں گم جب مَیں کمرہ میں داخل ہوا تو اردگرد کے ساز وسامان کو دیکھ کر شکر کے جذبات سے میرا دل بھر آیا اور مَیں نے سوچا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہر چیز عطا کی ہے۔کسی چیز کی کمی نہیں ہے۔شکر وامتنان کے جذبات سے مغلوب ہو کر میں سجدہ میں گر گیا اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر ادا کرنے لگا۔اس سجدہ کے دوران میری کیفیت نہایت عجیب ہوگئی۔ایسے محسوس ہوا کہ میں دنیا ومافیہا سے بالکل بے خبر ہو کر کسی اور ہی عالم میں چلا گیا ہوں جہاں میرے تمام گناہ باری باری ایک فلم کی صورت میں میرے سامنے سے گزرتے جارہے تھے اور مَیں انہیں یاد کر کے اللہ تعالیٰ کے حضور مغفرت کی دعا کرتا جاتا تھا۔ایک مقام پر مَیں نے عرض کیا کہ اے اللہ میرے گناہ تو بہت زیادہ ہیں، کیا تو یہ سارے گناہ معاف کر دے گا؟ اس وقت حدیث قدسی کے یہ الفاظ میرے دل میں آتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے بندے تیرے گناہ اگر اتنے زیادہ ہوں کہ آسمان تک بھی پہنچ جائیں تب بھی تو بخشش کی دعا کرے گا تو مَیں تجھے معاف کردوں گا۔

اس سجدۂ شکر میں نہ جانے کتنا وقت لگ گیا۔ میرے پورے جسم پر ایک کپکپاہٹ طاری تھی۔ اور اشکوں کا جیسے ایک شہرِ آب مَیں نے بہا دیا تھا۔بالآخر جب مَیں اس سجدہ سے اٹھا تو دیکھا کہ میرے پیچھے میری بیوی بھی کھڑی رو رہی تھی۔وہ مجھ سے پوچھ رہی تھی کہ مجھے کیا ہوگیا ہے۔جبکہ مَیں نے اسے بتانے کی کوشش کی کہ مسلمان جب خدا تعالیٰ کے آگے سجدہ ریز ہوتا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہے تو اس کی اصل کیفیت یہی ہونی چاہئے۔

احمدیت سے تعارف

میری عادت تھی کہ مختلف دینی چینلز بڑی پابندی سے دیکھتا تھا۔ان چینلز میں دریدہ دہن پادری کا چینل بھی تھا جس نے اسلام کے خلاف محاذ کھول رکھا تھا۔ مَیں اس کی باتیں سنتا اور اس سے انتقام لینے کے جذبات سے دل بھر جاتا تھا۔کئی دفعہ اس کے پروگرام میں فون کرنے کا بھی سوچا لیکن ایسا نہ کرسکا۔

مَیں اکثر سپورٹس کی خبریں پڑھنے کے لئے اخبار خریدا کرتا تھا۔ایک دن اس اخبار میں اس مذکورہ پادری کے بعض سوالات بھی پڑھے جن کے ساتھ اس کا چیلنج بھی تھا کہ کوئی مسلمان اگر ان کا جواب دے سکتا ہے تو میدان میں آئے۔یہ پڑھ کر بھی میرا دل غم وغصہ سے بھر گیا لیکن میں ان سوالات کا جواب دینے کی سکت نہ رکھتا تھا۔

پھر ایک روز مَیں حسب معمول مختلف چینل دیکھ رہا تھا کہ مجھے ایم ٹی اے مل گیا جس پر اس وقت دجال کے بارہ میں پروگرام لگا ہوا تھا جسے مکرم منیر ادلبی صاحب اور مکرم تمیم ابودقہ صاحب پیش کررہے تھے۔ یہ مجھے بہت اچھا لگا۔ بعد میں ہانی طاہر صاحب اور محمد شریف عودہ صاحب کے پروگرام ’’نظرات فی الفكر الإسلامی‘‘ کو دیکھا۔اور پھر پروگرام اَلْحِوَارُ الْمُبَاشَر کو جب دیکھا تو دل اطمینان وسکینت سے بھرنے لگا۔اس میں بیان کئے گئے جملہ موضوعات سے میرا بکلی اتفاق تھا۔جب وفات مسیح کا موضوع زیر بحث آیا تو گو کہ مجھے اس بارہ میں پہلے بھی شک سا تھا لیکن جملہ دلائل سننے کے بعد میں سوچ میں پڑ گیا کہ کیا مولوی حضرات ہمارے ساتھ کھیل کھیلتے رہے ہیں کہ ہمیں غلط عقائد کے پیچھے لگا کر تماشا دیکھتے تھے۔کیونکہ یہ ایسا واضح حق تھا کہ جس کا علمائے دین کو لازمی علم ہوگا۔

ایم ٹی اے پر مجھے ہر مشکل سوال کا جواب ملنے لگا۔ ہر بات معقول اور مدلل تھی۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مجھے اس چینل کو دیکھنے کا ایک نشہ سا ہوگیا۔میں اس چینل پر پیش کئے جانے والے دینی عقائد اور خیالات کا اپنے گزشتہ عقائد کے ساتھ مقابلہ کرتا اور ہمیشہ اپنے عقائد کا سقم اور ایم ٹی اے پر پیش کئے جانے والے حقائق کو درست اور مبنی برحق پاتا۔

(باقی آئندہ)

۞۞۞۞۞۞۞

متی کی انجیل پر ایک نظر

(سید میر محمود احمد ناصر۔ ربوہ)

قسط نمبر6

متی باب4

اس باب کے شروع میں ایک ایسی بات لکھی ہے جو حضرت مسیح کے بارہ میں چرچ کے تمام عقائد کو جڑ سے اکھیڑ دیتی ہے۔ہم پہلے اس بات کو اناجیل کے الفاظ میں لکھ دیتے ہیں اور پھر اس پر اپنا تبصرہ پیش کریں گے۔

یسوع کی ابلیس کے ذریعہ آزمائش

متی باب4 میں لکھا ہے:۔

''اس وقت روح یسوع کو جنگل میں لے گیا تا کہ ابلیس سے آزمایا جائے۔اور چالیس دن اور چالیس رات فاقہ کر کے آخر کو اسے بھوک لگی۔اور آزمانے والے نے پاس آ کر اس سے کہا اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو فرما کہ یہ پتھر روٹیاں بن جائیں۔اس نے جواب میں کہا لکھا ہے کہ آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہے گا بلکہ ہر بات سے جو خدا کے منہ سے نکلتی ہے۔تب ابلیس اسے مقدس شہر میں لے گیا اور ہیکل کے کنگرے پر کھڑا کر کے اس سے کہا کہ اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو اپنے تئیں نیچے گرا دے کیونکہ لکھا ہے کہ وہ تیری بابت اپنے فرشتوں کو حکم دے گا اور وہ تجھے ہاتھوں پر اٹھا لیں گے ایسا نہ ہو کہ تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔ یسوع نے اس سے کہا یہ بھی لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کی آزمائش نہ کر۔ پھر ابلیس اسے ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی سب سلطنتیں اور ان کی شان وشوکت اسے دکھائی۔اور اس سے کہا اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو یہ سب کچھ تجھے دے دوں گا۔ یسوع نے اس سے کہا اے شیطان دور ہو کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔ تب ابلیس اس کے پاس سے چلا گیا اور دیکھو فرشتے آ کر اس کی خدمت کرنے لگے''۔

(متی باب4 آیت1 تا11)

✿......مرقس کی انجیل میں یہ مضمون اختصار کے ساتھ اس طرح ہے۔

''اور فی الفور رُوح نے اُسے بیابان میں بھیج دیا۔اور وہ بیابان میں چالیس دِن تک شَیطان سے آزمایا گیا اور جنگلی جانوروں کے ساتھ رہا کِیا اور فرِشتے اُس کی خِدمت کرتے رہے''۔ (مرقس باب1 آیت12-13)

✿......لوقا کی انجیل میں یہ واقعہ اس طرح بیان ہے۔

پھر یسوع رُوح القُدس سے بھرا ہُوا یَردَن سے لَوٹا اور چالیس دِن تک رُوح کی ہدایت سے بیابان میں پھرتا رہا۔ اور اِبلیس اُسے آزماتا رہا۔اُن دِنوں میں اُس نے کُچھ نہ کھایا اور جب وہ دِن پُورے ہوگئے تو اُسے بھُوک لگی اور اِبلیس نے اُس سے کہا کہ اگر تُو خُدا کا بیٹا ہے تو اِس پتھر سے کہہ کہ روٹی بن جائے۔ یِسُوع نے اُس کو جواب دیا لکھا ہے کہ آدمی صرف روٹی ہی سے جیتا نہ رہے گا۔ اور اِبلیس نے اُسے اُونچے پر لے جا کر دُنیا کی سب سلطنتیں پل بھر میں دِکھائیں۔اور اُس سے کہا کہ یہ سارا اِختیار اور اُن کی شان وشوکت مَیں تُجھے دے دُوں گا کیونکہ یہ میرے سپرد ہے اور جس کو چاہتا ہُوں دیتا ہوں۔پَس اگر تُو میرے آگے سجدہ کرے تو یہ سب تیرا ہوگا۔یسُوع نے جواب میں اُس سے کہا لِکھا ہے کہ تُو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صِرف اُسی کی عبادت کر۔ اور وہ اُسے یروشلیم میں لے گیا اور ہَیکل کے کنگرے پر کھڑا کر کے اُس سے کہا کہ اگر تُو خدا کا بیٹا ہے تو اپنے تئیں یہاں سے نیچے گرا دے۔کیونکہ لکھا ہے کہ وہ تیری بابت اپنے فرشتوں کو حُکم دے گا کہ تیری حفاظت کریں۔ اور یہ بھی کہ وہ تجھے ہاتھوں پر اُٹھا لیں گے۔مبادا تیرے پاؤں کو پتھر سے ٹھیس لگے۔یسُوع نے جواب میں اُس سے کہا: فرمایا گیا ہے کہ تُو خُداوند اپنے خُدا کی آزمائش نہ کر۔جب اِبلیس تمام آزمائشیں کر چُکا تو کُچھ عرصہ کے لئے اُس سے جُدا ہوا۔

(لوقا باب4 آیت1 تا13)

✿......ہم چرچ کے متبعین سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ وجود جس کو شیطان اپنے ساتھ لئے پھرا خدا کہلا سکتا ہے؟

کیا وہ خدا کا بیٹا (جو خدا سے علم، طاقت، مرتبہ میں مساوی المرتبہ ہے) کہلا سکتا ہے؟

شاید کوئی یہ جواب دے کہ یہ امتحان یسوع کی انسانیت کا تھا۔سوال یہ ہے کہ وہ وجود جو شیطان کے ساتھ پھرتا رہا اور شیطان اس کو جگہ جگہ لے کر پھرتا رہا اگر صرف انسان تھا تو آپ اس کو خدا یا خدا کا بیٹا کیونکر کہہ سکتے ہیں۔ اور اس وقت اس وجود کی (جو آپ کے نزدیک بیک وقت انسان بھی تھا اور خدا بھی تھا) خدائی کہاں تھی؟

اگر وہ وجود اس وقت بھی خدا تھا جب ابلیس اس کا یہ امتحان لے رہا تھا تو کیا خدا شیطان کے کہنے پر اس کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور کیا خدا کا یہ امتحان ہوا۔؟

اگر اس وجود میں خدا موجود تھا تو اس امتحان میں اس وجود کی کیا خوبی اور کیا کامیابی ہوئی جو خدائی طاقتیں اپنے اندر رکھتا تھا۔اگر اس وجود میں خدا نہیں تھا تو آپ کا عقیدہ کیا ہوا کہ وہ وجود بیک وقت خدا بھی تھا اور انسان بھی؟

ہمیں تعجب ہے کہ سر ولیم میور جیسا شخص جو ظاہری طور پر عالم اور ایک بڑے عہدہ پر فائز تھا وہ یسوع کے اس امتحان وآزمائش پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آزمائش وامتحان کے مقابلہ میں بڑے فخر کا اظہار کرتا ہے۔

(لائف آف محمد صفحہ 57)

آیئے دیکھتے ہیں کہ یسوع کے اس امتحان کی اس آزمائش کی حقیقت کیا ہے؟

متی کی انجیل کی رو سے یسوع کو چالیس دن رات بھوکا رہنے کے بعد بھوک لگی اور شیطان نے یسوع کو کہا کہ ان پتھروں کو کہو کہ روٹیاں بن جائیں مگر یسوع نے یہ کہہ کر کہ آدمی صرف روٹی سے نہیں بلکہ خدا کے منہ سے نکلنے والی بات سے جیتا ہے پتھروں کو روٹیاں بنانے سے انکار کر دیا۔

فرمایئے میور صاحب! کیا آپ کے نزدیک یہ آزمائش وامتحان میں بہت بڑی کامیابی ہے؟ کیا دنیا کے کسی بھی شخص کو یہ کہا جائے کہ پتھروں کو روٹیاں بنائے تو وہ اس کو پاگل پن قرار نہیں دے گا؟ کیا دماغی لحاظ سے کمزور سے کمزور شخص یا کوئی پاگل سے پاگل شخص بھی اس سوال کے جواب میں مطالبہ کرنے والے کو پاگل نہیں سمجھے گا۔حیرت ہے آپ کی اس سمجھ پر کہ پتھروں کو روٹیاں نہ بنانے کو آپ یسوع کے عظیم الشان امتحان وآزمائش میں کامیابی کا نشان ٹھہراتے ہیں جب کہ بے وقوف سے بے وقوف آدمی بھی انکار میں جواب دے گا جیسے کہ یسوع نے دیا؟

یسوع کو شیطان نے جو دوسری آزمائش میں ڈالا وہ یہ تھی کہ تم ہیکل کے کنگرے سے نیچے چھلانگ لگا دو۔اور یسوع نے چھلانگ لگانے سے انکار کر دیا اور آپ کی رائے میں یہ عظیم الشان کامیابی ہے جو یسوع کو حاصل ہوئی۔وہ اس امتحان میں پورا اترے کہ بلندی سے چھلانگ لگا کر اپنی ہڈی پسلی تڑوانے کے بجائے انہوں نے چھلانگ لگانے سے ہی انکار کر دیا۔اگر کسی کا ارادہ خودکشی کرنے کا ہوتا تو وہ تو شیطان کی بات مان جاتا مگر کوئی شخص جو دماغ میں تھوڑی سی بھی عقل رکھتا ہو وہ لازماً ایسی خطرناک چھلانگ لگانے سے انکار کرے گا۔

شیطان نے تیسرا امتحان یسوع کا یہ لیا کہ کہا کہ مجھے سجدہ کرو تو مَیں دنیا کی تمام حکومتیں اور دولتیں تمہیں دے دوں گا۔بظاہر نظر یسوع نے دنیا کی حکومتیں اور دولتیں لینے سے انکار کر کے ایک عظیم الشان کارنامہ کیا مگر ذرا ٹھہریئے، یسوع کو تو علم تھا کہ یہ لالچ دینے والا شیطان ہے جیسا کہ انہوں نے کہا اے شیطان دور ہو اور ہر شخص جانتا ہے کہ دنیا کی حکومتوں اور دولتوں کو دینے کا اختیار شیطان کو حاصل ہی نہیں اس لئے اگر یسوع نے شیطان کی بات کا انکار کیا تو کیا کارنامہ کیا۔اگر آپ کا باورچی یا آپ کا نائی آپ کو آ کر کہے کہ آپ میری بات مانیں تو مَیں آپ کو برطانیہ کا بادشاہ مقرر کر دوں گا تو آپ سوائے اس کے کہ اس کو پاگل خانہ کا راستہ دکھائیں اور کیا کریں گے۔ یسوع جانتے تھے کہ یہ شیطان ہے یسوع جانتے تھے کہ دنیا کی حکومتوں اور دولتوں کا کنٹرول اس کے ہاتھ میں نہیں اس لئے اگر انہوں نے اس کی بات کا انکار کیا تو کیا معرکہ مارا۔

امتحان تو جب ہوتا جب یسوع سے ایسی دولت ایسی حکومت ایسی قیمتی چیز کے لئے temptation دی جاتی جو دینے والوں کے اختیار میں ہوتی تو پھر تو کہا جا سکتا تھا کہ یسوع نے بہت اعلیٰ نمونہ دکھایا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو قریش کے سرداروں نے یہ temptation دی تھی کہ آپؐ صرف ہمارے بتوں کو بُرا نہ کہیں باقی جو چاہیں عقیدہ رکھیں ہم آپؐ کو عرب کا بادشاہ بنالیں گے۔آپؐ کو کعبہ کے خزانہ کی ساری دولت دے دیں گے، عرب کی خوبصورت سے خوبصورت لڑکیاں آپؐ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔ یہ تھا حقیقی امتحان اور حقیقی آزمائش ۔یہ سب چیزیں قریش آپؐ کو دے سکتے تھے مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اگر سورج کو میرے دائیں ہاتھ اور چاند کو میرے بائیں ہاتھ رکھ دیں تب بھی مَیں اپنا موقف نہیں چھوڑوں گا''۔

یسوع نے اگر پتھر کو روٹی نہیں بنایا تو وہ بنا بھی نہیں سکتا تھا۔یسوع نے اگر کوٹھے پر چھلانگ نہیں لگائی تو اچھا کیا ورنہ اگر وہ بچ جاتا تو ہسپتال میں داخل ہوتا۔اگر یسوع نے شیطان کو سجدہ نہیں کیا تو اچھا کیا شیطان اس کو کوئی دولت، کوئی حکومت دے ہی نہیں سکتا تھا۔یسوع کا انکار کسی حقیقی temptation کا انکار نہیں مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکومت کا انکار کیا جو آپؐ کو مل سکتی تھی، اس دولت کا انکار کیا جو آپؐ کو حاصل ہو سکتی تھی۔ان خوبصورت لڑکیوں کا انکار کیا جو آپؐ کو مہیا کی جا سکتی تھیں۔

کاسر صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

''انجیل متی سے یہ بات پایۂ ثبوت پر پہنچتی ہے کہ شیطان حضرت مسیح کو آزمائش کے لئے لے گیا۔تو یہ ایک قسم کی حکومت شیطان کی ٹھہری کہ ایک مقدس نبی پر اس نے اس قدر جبر کیا کہ وہ کئی جگہ اس کو لئے پھرا۔ یہانتک کہ بے ادبی کی راہ سے اسے یہ بھی کہا کہ تو مجھے سجدہ کر۔اور ایک بڑے اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی ساری بادشاہتیں اور ان کی شان وشوکت اسے دکھلائیں۔دیکھو متی 18 / 4 اور پھر غور کر کے دیکھو کہ اس جگہ پر شیطان کیا بلکہ خدائی جلوہ دکھلایا گیا ہے کہ اوّل وہ بھی اپنی مرضی سے مسیح کی خلاف مرضی ایک پہاڑ پر اس کو لے گیا اور دنیا کی بادشاہتیں دکھا دینا خدا تعالیٰ کی طرح اُس کی قوت میں ٹھہرا۔''

(جنگ مقدس۔روحانی خزائن جلد6 صفحہ 233)

(باقی آئندہ)

✿✿✿✿✿✿

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
قانونی مشاورت برائے اسائلم
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No: 07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact: Anas A.Khan, John Thompson ,
Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

خطبہ جمعہ

’’اہل اللہ کے پاس بے غرض آنا بہت مفید ہوتا ہے‘‘۔ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے حضور علیہ السلام سے شرف ملاقات و زیارت کے لئے دلی ذوق وشوق اور محبت بھرے احساسات و جذبات کے ایمان افروز واقعات کا روح پرور تذکرہ۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفة المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز -فرمودہ مورخہ 4؍مئی 2012ء بمطابق 4؍ہجرت 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کررہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ۔

آج مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کے وہ واقعات لئے ہیں جن میں انہوں نے اپنے اُن جذبات و احساسات کا ذکر کیا ہے، اُس شوق کا ذکر کیا ہے جس کے تحت وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے لئے جایا کرتے تھے اور زیارت کا شوق رکھتے تھے۔

حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز یونہی بیٹھے بیٹھے میرے دل میں قادیان شریف جانے کا اُبال سا اُٹھا۔ مَیں نے برادرم مکرم منشی سراج الدین صاحب سے ذکر کیا کہ میرا یہ ارادہ ہے۔ اُس وقت میرے پاس خرچ کو ایک پیسہ بھی نہ تھا۔ برادرم منشی سراج الدین صاحب نے مجھے ایک روپیہ دے کر کہا کہ اس وقت میرے پاس بھی ایک ہی روپیہ ہے ورنہ اور دیتا۔ مَیں نے پھر قاضی منظور احمد صاحب سے ذکر کیا کہ مَیں تو قادیان جارہا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ مَیں بھی چلتا ہوں۔ دوسرے روز ہم دونوں قادیان روانہ ہو گئے۔ بٹالہ سے پیدل چل کر قادیان ظہر کے وقت پہنچے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ملاقات کر کے طبیعت کو تسلی ہوئی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 364-363 روایت حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب ڈولیؓ)

پھر لکھتے ہیں **حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ بھی کیا پُر لطف زمانہ تھا کہ آپ کی خدمت میں پہنچ کر پیچھے کی کوئی خبر نہ رہتی تھی۔ دل نہ چاہتا تھا کہ آپ سے جدا ہوں۔** اُس وقت ہم جو قادیان پہنچے، آگے جا کر دیکھا کہ میرے خسر قاضی زین العابدین بھی پہنچے ہوئے تھے۔ ہم حضرت مسیح موعودؑ کی ملاقات سے بہت خوش تھے۔ اب کی دفعہ ہم قادیان چار پانچ روز رہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مل کر نمازیں پڑھنے کا موقع دیا۔ یہ محض اللہ کا فضل ہی تھا کہ ہمارے جیسے کمزوروں کو اُس نے اس مبارک زمانے میں پیدا کر کے مبارک وجود سے ملا دیا۔ والحمدللہ علیٰ ذالک۔

پھر حاجی محمد موسیٰ صاحب بیان کرتے ہیں کہ اُس زمانے میں میرا کئی سال یہ دستور العمل رہا کہ ’نیا سٹیشن‘ پر (سٹیشن کا نام تھا) ایک جمعدار کے پاس ایک بائیسکل ٹھوس ٹائروں والا رکھا ہوا تھا (یعنی وہ بائیسکل تھا جس کے ٹائروں میں ہوا کے بجائے صرف ربڑ چڑھا ہوا تھا) جمعہ کے روز مَیں لاہور سے بٹالہ تک گاڑی پر جاتا اور وہاں سے سائیکل پر سوار ہو کر قادیان جاتا اور جمعہ کی نماز کے بعد واپس سائیکل پر بٹالہ آ جاتا۔ یہاں سے گاڑی پر سوار ہو کر لاہور آ جاتا۔ (رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 12-11 روایت حضرت حاجی محمد موسیٰ صاحبؓ) (ہر جمعہ کا یہ اُن کا دستور تھا کہ لاہور سے باقاعدہ قادیان جمعہ پڑھنے جاتے تھے اور گیارہ بارہ میل کا سفر، بلکہ آنا جانا بائیس میل سائیکل پر کرتے تھے۔)

پھر حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں پہلے پہل فروری 1901ء میں قادیان آیا اور دستی بیعت کی، کیونکہ تحریری بیعت مَیں اگست 1900ء میں کر چکا تھا۔ تو مَیں نے حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے پوچھا کہ اپنے سلسلے کا کوئی وظیفہ بتائیں۔ فرمایا سلسلہ کا وظیفہ یہ ہے کہ بار بار قادیان آیا کرو۔ تو مجھے فوراً ہی خیال آیا کہ قادیان میں مکان بنایا جائے تا کہ والدین اور بیوی بچے یہاں رہیں اور جب کبھی رخصتیں آئیں تو سیدھے قادیان آ کر ہی رہیں۔ (قادیان میں مکان بنا لیا جائے تا کہ جب بھی چھٹیاں ہوں یہیں آ کر رہیں) لہٰذا واپس جاتے ہی مَیں نے افریقہ، مشرقی افریقہ جہاں میں ملازم تھا۔ چھ صد روپیہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے نام بھیج دیا کہ میرے لئے مکان بنا دیا جائے، مگر تین سال کے بعد جب مَیں واپس آیا تو مولوی صاحب نے مجھے روپیہ واپس کر دیا اور معذرت کی کہ مجھے موقع نہیں ملا۔ مولوی صاحب حضرت اقدس کے بالا خانے پر رہتے تھے۔ روپیہ واپس دیتے وقت انہوں نے فرمایا کہ یہ سب بڑے بڑے مکانات احمدیوں کے ہی ہیں (یعنی جو غیروں کے، ہندوؤں کے مکان تھے، کہنے لگے یہ سب احمدیوں کے ہیں)۔ خاص کر ہندو ڈپٹی کے مکان کی طرف اشارہ کیا جس میں اب ہمارے دفاتر ہیں۔ لکھتے ہیں کہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب عرفان کی چوٹیوں پر پہنچے ہوئے تھے۔ (رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 80-79 بقیہ روایات حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحبؓ)۔ انہوں نے بات کی اور اللہ تعالیٰ نے پوری فرمائی۔ بہر حال وہ باتیں تو وہ تھیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے۔ اُسی نے ان کے ایمان میں اس حد تک زیادتی کی کہ یہ یقین تھا کہ یہ سب کچھ ہمیں ملنے والا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے دکھایا کہ وہ مل گیا۔

حضرت میاں ظہور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میرے دل میں خیال آیا کہ بندۂ خدا! اگر مرزا صاحب واقعی پیر ہیں اور ہم نے ان کو نہ مانا تو پھر ہمارا کیا حشر ہو گا؟ ایک روز مَیں نے اپنے پھوپھی زاد بھائی منشی عبدالغفور صاحب سے ذکر کیا کہ مَیں تو صبح یا شام قادیان جانے والا ہوں۔ (اب یہ ان کا بیعت سے پہلے کا قصہ ہے۔) انہوں نے سن کر کہا کہ کسی سے ذکر نہ کرنا۔ مَیں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ لہٰذا اُن کی اس بات سے مجھے خوشی ہوئی اور ہم دونوں علی الصبح دوسرے روز ہی قادیان کو چل دیئے۔ غالباً گیہوں گاہے جا رہے تھے (یعنی گندم کی کٹائی ہو کر اُس میں سے اُس کی harvesting ہو رہی تھی)۔ جب ہم دونوں اسٹیشن پر پہنچے تو یکّہ پر سوار ہونے لگے تو آگے یکّہ پر ایک سواری اور بیٹھی تھی۔ وہ میاں نور احمد صاحب کابلی تھے۔ خیر ہم یکّہ پر سوار ہو کر ظہر کے وقت قادیان پہنچے۔ وضو کر کے ہم دونوں مسجد مبارک میں پہنچے، اُس وقت مسجد مبارک بہت چھوٹی سی تھی۔ وہاں ہم سے پہلے پانچ چھ آدمی اور بھی بیٹھے تھے۔ مَیں نے اُن لوگوں کو خوب تاڑ تاڑ کر دیکھا (یعنی بڑے غور سے دیکھا) تو مجھے کوئی اُن میں سے ایسی شکل جس کو مَیں دیکھنا چاہتا تھا نظر نہ آئی (یعنی یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنا چاہتے تھے، لیکن بیٹھے ہوؤں میں سے کوئی ایسی شکل نظر نہ آئی) کہتے ہیں کوئی دس پندرہ منٹ کے بعد حضرت خلیفة المسیح الاولؓ تشریف لائے جو تنگ سیڑھیوں کے دروازے میں آ کر کھڑے ہو گئے۔ مَیں اُن کو دیکھ کر جلدی سے کھڑا ہو گیا۔ دل میں خیال آیا کہ اگر کوئی ہستی ہے تو یہی ہو سکتی ہے (یعنی حضرت خلیفہ اوّلؓ)۔ حضرت خلیفة المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ بیٹھیں۔ حضرت صاحب تشریف لاتے ہیں (بڑی فراست تھی۔ سمجھ گئے کہ اس کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ فرمایا کہ بیٹھیں ابھی حضرت مسیح موعودؑ تشریف لاتے ہیں) مَیں آپ کے فرمانے سے بیٹھ گیا اور سمجھا کہ اب جو تشریف لائیں گے وہ ان سے (یعنی حضرت خلیفة المسیح الاوّل) سے بڑھ کر ہی ہوں گے۔ پانچ چھ منٹ گزرنے کے بعد خادم حضرت مسیح موعودؑ نے خبر دی کہ حضرت اقدس تشریف لا رہے ہیں۔ کوئی دو تین منٹ بعد مسجد مبارک کی کھڑکی کھلی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندر مسجد مبارک میں تشریف لائے کہ بس ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سورج نصف النہار ہوتا ہے (یعنی سورج پورا چڑھا ہوا دوپہر کے وقت) **جیسی صورت دیکھنے کی دل میں تمنا تھی بخدا اُس سے کہیں بڑھ کر آپ کو پایا۔** ہم سب لوگ جو وہاں پر موجود تھے حضرت اقدس کے تشریف لانے پر تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ **آپ کے نورانی چہرۂ مبارک کو دیکھ کر دل میں اطمینان ہو گیا اور دوسری اچھی سے اچھی شکلیں آپ کے سامنے ماند ہو گئیں۔**

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 11 صفحہ نمبر 360 تا 362 روایت حضرت میاں محمد ظہور الدین صاحب ڈولیؓ)

حضرت شیخ عبدالکریم صاحبؓ فرماتے ہیں کہ مَیں 1903ء میں حکیم احمد حسین صاحب لائلپوری کے ذریعے احمدی ہوا تھا۔ حکیم صاحب گو لاہور کے باشندے تھے مگر چونکہ لائلپور میں حکمت کا کام کرتے تھے اور وہیں اُن کی وفات ہوئی اس لئے لائلپوری مشہور ہیں۔ وہ اپنے کام کے لئے کراچی تشریف لائے تھے۔ اُن کی تبلیغ سے مَیں احمدی ہو گیا تھا۔ 1904ء میں جب مَیں لاہور گیا تو اُن کے مکان پر ہی ٹھہرا تھا۔ جب مَیں جمعہ پڑھنے گمٹی کی مسجد میں گیا تو وہاں اعلان کیا گیا کہ حضور تشریف لانے والے ہیں۔ حضور کا ایک لیکچر بھی یہاں ہوگا۔ چنانچہ یہ اعلان سن کر مَیں بھی ٹھہر گیا۔ جب حضور تشریف لائے تو میاں معراج الدین صاحب کا مکان تیار ہو رہا تھا اور بعض کمرے مکمل بھی ہو چکے تھے۔ حضرت صاحب نے وہیں قیام کرنا پسند فرمایا تھا اور اُس میں جمعہ کی نماز بھی پڑھی تھی۔ خطبہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا تھا اور نماز بھی اُنہوں نے ہی پڑھائی تھی۔ میں دیوانہ وار پھر رہا تھا اور چاہتا تھا کہ حضرت اقدس سے کسی نہ کسی طریق سے ملاقات ہو جائے۔ اتنے میں ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب نے میرا ہاتھ پکڑ کر زور سے آگے گیا۔ مَیں پہلی صف میں حضرت اقدس کے ساتھ بائیں طرف کھڑا ہو گیا۔ مَیں جب التحیات پر بیٹھا تو اپنے گناہوں کا خیال کر کے اور حضرت اقدس کے ساتھ اپنا کندھا لگنے کا خیال کر کے بے اختیار رو پڑا۔ ہچکی بھی بندھ گئی۔ حضرت اقدس نے میری یہ حالت دیکھ کر میری پیٹھ پر اپنا دستِ شفقت پھیرا اور تسلی دی۔ (نماز کے بعد ہوا ہوگا یا پہلے۔ التحیات پر بیٹھے تھے تو سلام پھیرنے کے بعد ہی شفقت کا ہاتھ پھیرا ہوگا۔ نماز کے دوران نہیں۔ بہرحال پھر لکھتے ہیں) جب حضرت اقدس قادیان روانہ ہوئے تو عاجز بھی ساتھ ہو گیا۔ قادیان میں پہنچے ہی تھے کہ تاریخ پر گورداسپور جانا پڑا۔ مَیں بھی ساتھ ہو لیا۔ عصر کی نماز کے بعد ایک دفعہ حضور نے فرمایا کہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم نے مسیح موعود کو دیکھ لیا ہے اور بیعت کر لی ہے۔ ہماری بخشش کے لئے صرف یہی کافی ہے۔ (یعنی لوگوں کا خیال ہے کہ بیعت کر لی ہے تو بس سارے کام ہو گئے۔) فرمایا (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا) کہ **اصل چیز اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْن ہے۔ اس سے انسان کا بیڑا پار ہو سکتا ہے۔ ہم تو صرف راستہ دکھانے کے لئے آئے تھے، سو ہم نے راستہ دکھا دیا۔**

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر1 صفحہ نمبر 2-1 روایت حضرت شیخ عبدالکریم صاحبؓ)

(پس اس بات پر اللہ تعالیٰ کی جو عبادت اور مدد ہے، اس کی جستجو بھی ہونی چاہئے اور اس کے لئے کوشش بھی ہونی چاہئے اور یہی اصل چیز ہے جو اعلیٰ معیاروں کی طرف لے کر جاتی ہے اور اُس مقصد کو پورا کرتی ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آنے کا مقصد ہے۔)

حضرت صاحب دین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ غالباً 1904ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق احمدیہ جماعت لاہور کو اطلاع ملی کہ حضور فلاں گاڑی پر لاہور پہنچ رہے ہیں۔ ہم لوگ حضور کی پیشوائی کے لئے ریلوے اسٹیشن پر گئے۔ اُن دنوں دو گھوڑ افٹن گاڑی کا بہت رواج تھا۔ ہم نے فٹن تیار کر دی۔ جب حضور سوار ہوئے تو ہم نوجوانوں نے جیسا کہ عام رواج تھا (یہ اخلاص و وفا کا نمونہ ہے) یہ دیکھ کے گھوڑے کھلوائے اور فٹن کو خود کھینچنا چاہا۔ (ان لوگوں نے بگی سے گھوڑے علیحدہ کئے اور کوشش کی کہ خود کھینچیں۔) حضور نے ہمارے اس فعل کو دیکھ کر فرمایا کہ ہم انسانوں کو ترقی دے کر اعلیٰ مدارج کے انسان بنانے آئے ہیں۔ نہ کہ برعکس اس کے انسانوں کو گرا کر حیوان بناتے ہیں کہ وہ گاڑی کھینچنے کا کام دیں۔ (مفہوم یہ تھا، الفاظ شاید کم و بیش ہوں۔) خیر ہم خدام نے فوراً اپنے فعل کو ترک کر دیا اور گھوڑے گاڑی لے کر چل دیئے۔ گھوڑے آگے لگائے اور وہ اُن کو لے کر چل دیئے۔ مَیں فوراً فٹن کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور حضور کو تمام راستہ چھتری تانے آیا گویا اس طرح مجھے چھتر برداری کی خدمت کرنے کا موقع ملا جس پر مجھے فخر ہے کہ حضور کا چھتر بردار ہوں۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر1 صفحہ نمبر10 روایت حضرت صاحب دین صاحبؓ)

حضرت چوہدری غلام رسول صاحب بسراء بیان کرتے ہیں کہ دسمبر 1907ء جلسہ سالانہ کا واقعہ ہے کہ جمعرات کی شام کو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام صبح باہر سیر کو جائیں گے۔ اُس وقت دستور یہ تھا کہ جب بہت بھیڑ ہو جاتی تھی تو آپ کے گرد بازوؤں کا حلقہ باندھ دیتے تھے۔ (یہ واقعہ شاید پہلے بھی کہیں بیان ہو چکا ہے، کسی جگہ میں نے بیان کیا، لیکن بہرحال اس سے پھر ان لوگوں کا ذوق اور شوق اور پھر خدمت اور ایک نظر آپ کو دیکھنے کا اظہار ہوتا ہے، کس طرح لوگ حلقہ باندھ لیتے تھے۔) کہتے ہیں کہ جب بہت بھیڑ ہو جاتی تھی تو آپ کے گرد بازوؤں کا حلقہ باندھ دیتے تھے اور آپ اس حلقے کے بیچ میں چلتے تھے۔ ایک دائرے کی شکل میں لوگ ہاتھ پکڑ کے آپ کو بیچ میں لے لیتے تھے تا کہ زیادہ رَش کی وجہ سے دھکے نہ لگیں۔ چنانچہ مَیں نے اپنے ہمرائیوں مولوی غلام محمد گوندل امیر جماعت احمدیہ چک نمبر 99 شمالی، چوہدری میاں خانصاحب گوندل اور چوہدری محمد خانصاحب گوندل مرحوم سے صلاح کی کہ اگر خدا نے توفیق دی تو صبح جب آپ باہر سیر کو نکلیں گے تو ہم آپ کے گرد بازوؤں کا حلقہ بنائیں گے۔ اس طرح پر ہم حضور کا دیدار اچھی طرح کر سکیں گے۔ اصل مقصد ایک پہرہ بھی تھا ایک دیدار بھی تھا۔ صبح جب ہم نماز فجر سے فارغ ہوئے تو تمام لوگ حضور کے انتظار میں بازار میں اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ یہ مکمل پتہ تو نہیں تھا کہ حضور کس طرف باہر سیر کو تشریف لے جائیں گے۔ لیکن جس طرف سے ذرا سی بھی آواز اُٹھتی کہ آپ اُس طرف باہر سیر کو تشریف لے جائیں گے لوگ اس طرف ہی پروانہ وار دوڑ پڑتے۔ کچھ دیر اسی طرح ہی چہل پہل بنی رہی۔ آخر پتہ لگا کہ حضور شمال کی جانب ریتی چھلے کی طرف باہر سیر کو تشریف لے جائیں گے۔ ہم لوگوں نے بھی جو آگے ہی منتظر تھے، کپڑے وغیرہ کس لئے اور تیار ہو گئے کہ جس وقت حضور بازار سے باہر دروازے میں تشریف لے آئیں گے اُسی وقت ہم بازوؤں کا حلقہ بنا کر آپ کو بیچ میں لے لیں گے۔ ہم اس تیاری میں تھے کہ کیا دیکھتے ہیں کہ آپ ایک بہت بڑے جمّ غفیر کے درمیان آ رہے ہیں۔ بہت زیادہ لوگ ہیں اور اس جمگھٹے نے ہمارے ارادے کو خاک میں ملا دیا اور روندتا ہوا آگے چلا گیا۔ اتنا رش تھا کہ ہم قریب پہنچ ہی نہ سکے۔ ریتی چھلے کے بڑھ کے مغرب کی طرف ایک لسوڑی کا درخت تھا، آپ اس لسوڑی کے درخت کے نیچے کھڑے ہو گئے اور وہاں سے آپ لوگوں سے مصافحہ کرنے لگ پڑے۔ کسی نے کہا کہ حضرت صاحب کے لئے کرسی لائی جاوے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی کہہ دیا ہے کہ لوگ بڑی کثرت میں تیرے پاس آئیں گے۔ لیکن (یہ پنجابی کا الہام ہے کہ) تو اکّیں نہ اور تھکیں نہ۔ (رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر1 صفحہ نمبر71 روایت حضرت چوہدری غلام رسول صاحب بسراءؓ)۔ یعنی گھبرانا بھی نہیں ہے، بیزار بھی نہیں ہونا اور لوگوں کے رش سے اور ملنے ملانے سے تھکنا بھی نہیں ہے۔ وہیں پھر ان کو بھی موقع ملا۔

پھر حضرت ڈاکٹر عمر دین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے تو **حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مصافحے کی اس قدر پیاس تھی کہ کئی دفعہ ہجوم کی لاتوں سے گزر کر مصافحے کرتا رہتا پھر بھی طبیعت سیر نہ ہوتی تھی۔** (بعض دفعہ دھکے بھی پڑتے۔ مشکل بھی پڑتی لیکن بہرحال کوشش کر کے مصافحے کی کوشش کرتے)۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر1 صفحہ نمبر184 روایت حضرت ڈاکٹر عمر الدین صاحبؓ)

حضرت ڈاکٹر عبداللہ صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں قادیان بٹالہ سے جا رہا تھا تو اُسی وقت ایک بوڑھے نابینا احمدی بھی قادیان جانے والے تھے۔ انہوں نے کہا کہ کسی یکّہ پر کوئی جگہ میرے لئے ہے؟ اُس پر مَیں نے کہا کہ آپ ہمارے یکّہ میں آ جائیں۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میرے پاس ایک اُٹھنّی موجود ہے مَیں اپنے خرچ پر قادیان جاؤں گا۔

یعنی انہوں نے اُن کو مفت آفر کی تھی کہ آ جائیں۔ جگہ ہے۔ آپ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں تو انہوں نے کہا نہیں اس طرح نہیں۔ میرے پاس کرائے کے پیسے ہیں۔ مَیں پیسے دے کر جاؤں گا۔ اس سے منجملہ وقار اور غیرت اور سوال سے نفرت کے یہ بھی پتہ لگتا ہے کہ **لوگ باوجود اس غربت کے اپنی زندگی اسی میں پاتے تھے کہ بار بار قادیان آئیں**۔ (رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر2 صفحہ نمبر 110-109 روایت حضرت ڈاکٹر عبداللہ صاحبؓ)۔ یعنی ایک تو نابینا شخص کی غیرت تھی، کوئی سوال نہیں، یعنی سوال سے نفرت ہے۔ دوسرے یہ کہ کوشش کر کے پیسے جمع کرتے تھے اور پھر بار بار قادیان آنے کی کوشش کرتے تھے تا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت سے فائدہ اُٹھا سکیں۔

حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حکیم احمد دین صاحبؓ جب حضور کی ملاقات کے لئے لاہور جانے لگے تو مَیں نے اُنہیں مخول کیا، یعنی مذاق میں کہا۔ حکیم صاحب نے کہا کہ یار! تم اپنے آدمی ہو کر مخول کرتے ہو۔ یہ بات سُن کر مجھے کچھ شرم سی محسوس ہوئی اور میرا دل نرم ہو گیا۔ ان کے کہنے پر مَیں بھی حضور کو دیکھنے کے لئے ساتھ چل پڑا۔ (اُس وقت یہ احمدی نہیں تھے، انہوں نے مذاق کیا، حکیم صاحب کو کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھنے جا رہے ہیں۔ کوئی ایسی بات کی ہوگی۔ خیر انہوں نے اُن کو کچھ احساس دلایا تو ان کو شرم آئی۔ کہتے ہیں بہرحال مَیں بھی پھر ساتھ چل پڑا) مگر بیعت کا ہرگز کوئی ارادہ نہیں تھا (ساتھ تو چلا گیا لیکن بیعت کا ارادہ نہیں تھا) جب خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان پر پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت صاحب کی طبیعت علیل ہے۔ مخلوق بے شمار تھی۔ حضور کی خدمت میں کسی نے عرض کیا کہ ہجوم بہت زیادہ ہے حضور کی زیارت کرنا چاہتا ہے۔ حضور نے باری سے یعنی کھڑکی سے سر نکالا۔ مَیں نے اندازہ لگایا کہ یہ چہرہ ہرگز جھوٹوں کا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مَیں نے بیعت کر لی۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر9 صفحہ نمبر336 روایت حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ)

ملک برکت اللہ صاحبؓ پسر حضرت ملک نیاز محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ 1905ء میں ایک دن بوقتِ عصر ہم کو 'راہوں' ضلع جالندھر میں (یعنی جس جگہ یہ رہتے تھے، راہوں ضلع جالندھر میں) وہاں ایک

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

خط، پوسٹ کارڈ ملا کہ حضور علیہ السلام دہلی تشریف لے جا رہے ہیں اور صبح آٹھ یا نو بجے گاڑی پر سے پھگواڑہ سٹیشن پر سے گزریں گے۔ حاجی رحمت اللہ صاحب، چوہدری فیروز خان صاحب مرحوم نے میری ڈیوٹی لگائی کہ تم نوجوان ہو۔ اسی وقت جاؤ اور جماعت کریام کو اطلاع کرو۔ چنانچہ مَیں مغرب کے بعد چل کر کریام پہنچا۔ جماعت کو اطلاع کی گئی۔ وہاں سے بھی کچھ دوست ساتھ ہو لئے۔ ہم سب لوگ اسی طرح چل کر پھگواڑہ جو کہ راہوں سے تیس میل کے فاصلے پر تھا وہاں پہنچے، صبح کی نماز پڑھی۔ وہاں سٹیشن پر منشی حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم نے حاجی پور والوں کی طرف سے احباب جماعت کے ٹھہرنے کا انتظام کیا ہوا تھا اور دن کے وقت اُنہی کی طرف سے کھانا آیا۔ جب گاڑی کا وقت آیا اور گاڑی آ کر گزر گئی تو معلوم ہوا کہ روانگی کی تاریخ تبدیل ہو گئی ہے۔ جو اطلاع تھی اُس کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف نہیں لائے بلکہ تاریخ بدل گئی ہے۔ کسی اور دن آئیں گے جس سے ہم کو بہت صدمہ ہوا۔ لکھتے ہیں، یا تو راتوں رات وفورِ محبت کی وجہ سے اتنا لمبا سفر کیا تھا یا یہ حالت ہوئی کہ ایک قدم چلنا بھی دشوار ہو گیا۔ ملنے کا، دیکھنے کا یہ شوق تھا، اُس وجہ سے ہم نے راتوں رات کئی میل کا سفر کیا۔ لیکن اب جب دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف نہیں لا رہے تو پھر پیروں پر جو چھالے پڑے ہوئے تھے وہ بھی یاد آنے لگ گئے۔ صدمہ بھی ہوا اور پھر کہتے ہیں اس صدمے کی وجہ سے واپسی پر ہم پھریکوں پر، (ٹانگوں پر) واپس چلے گئے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 3 صفحہ نمبر 228-227 روایت حضرت ملک نیاز محمد صاحبؓ معرفت ملک برکت اللہ صاحبؓ)

حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ بیان کرتے ہیں۔ یہ ان کا احمدیت قبول کرنے سے پہلے کا واقعہ ہے۔ کہتے ہیں کہ مَیں جب آٹھویں جماعت میں طالب علم تھا تو حنفی اور وہابی لوگوں کی یہاں لاہور میں بہت بحث ہوا کرتی تھی۔ مَیں حنفی المذہب تھا۔ مجھے شوق پیدا ہوا کہ وہابیوں کی مسجد میں بھی جاؤں۔ چنانچہ مَیں نے چینیاں والی مسجد میں جانا شروع کیا۔ جب مَیں اُن کی مسجد میں بیٹھا تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ قال اللہ اور قال الرسول کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ میری طبیعت کا رجحان پھر اہلحدیث کی طرف ہو گیا۔ بعض وقت وہابیوں کی مجلس میں حضرت صاحب کا بھی ذکر آ جایا کرتا تھا کہ وہ کافر ہیں اور ان کا دعویٰ مسیحیت اسلام کے خلاف ہے۔ طبعاً مجھے پھر اس طرف توجہ ہوئی۔ چنانچہ ایک شخص حضرت ولی اللہ صاحب ولد بابا ہدایت اللہ کوچہ چابک سواراں احمدی تھے مَیں اُن کی خدمت میں جانے لگا اور ان سے حضرت صاحب کے متعلق کچھ معلومات حاصل کیں۔ انہوں نے مجھے استخارہ کرنے کے واسطے توجہ دلائی۔ چنانچہ اُن سے مَیں نے طریقِ استخارہ سیکھ کر اور دعائے استخارہ یاد کر کے استخارہ کیا۔ رات کے دو بجے دوسرے روز مَیں ابھی استخارہ کی دعا پڑھ کر سویا ہی تھا کہ رؤیا میں مجھے کسی شخص نے کہا کہ آپ اُٹھ کر دوزانو بیٹھیں کیونکہ آپ کے پاس حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور مجھے بھی زینے سے کسی آدمی کے چڑھنے کی آواز آئی۔ چنانچہ مَیں رویا ہی میں دوزانو بیٹھ گیا۔ اتنے میں مَیں نے دیکھا کہ ایک نہایت سفید لباس میں انسان آیا ہے اور انہوں نے ایک بازو سے حضرت مرزا صاحب کو پکڑ کر میرے سامنے کھڑا کر دیا اور فرمایا: ”هَذَا الرَّجُلُ خَلِيفَةُ اللّٰهِ وَاسْمَعُوْا وَاَطِيْعُوْا“۔ پھر وہ دوبارہ تشریف لے گئے اور حضرت صاحب میرے پاس کھڑے ہو گئے اور اپنی ایک انگلی اپنی چھاتی پر مار کر پنجابی میں کہا۔ (انہوں نے خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا کہ انہوں نے پنجابی میں کہا) ” ایہو ربّ خلیفہ کیتا ایس نوں مہدی جانو“۔ پھر ایک نظم کی رباعی بھی پڑھی لیکن مَیں بھول گیا ہوں۔ اس کا مطلب بھی یہی تھا کہ مَیں مسیح موعود ہوں۔ مَیں پھر بیدار ہو گیا۔ صبح میں بجائے سکول جانے کے قادیان روانہ ہو گیا۔ گاڑی بٹالہ تک تھی اور قریباً شام کے وقت وہاں پہنچتی تھی۔ مَیں بٹالہ کی مسجد میں جو اڈے کے سامنے چھوٹی سی ہے نماز پڑھنے کے لئے گیا۔ مغرب کی نماز پڑھ رہا تھا کہ لوگوں نے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں کا ارادہ ہے؟ مَیں نے کہا لاہور سے آیا ہوں اور قادیان جانے کا ارادہ ہے۔ انہوں نے حضرت صاحب کو بہت گالیاں دیں اور مجھے وہاں جانے سے روکا۔ جب مَیں نے اپنا مصمم ارادہ ظاہر کیا تو انہوں نے مجھے مسجد سے نکال دیا۔ مَیں اڈے میں آ گیا مگر کچھ لوگ اڈے پر بھی میرے پیچھے آئے اور مجھے ہر چند قادیان جانے سے روکا۔ بہت کوشش کی۔ اور کہا کہ اگر تم طالب علم ہو تو ہم تمہیں بڑے میاں کے پاس بٹھا دیں گے اور تمہاری رہائش اور لباس کا بھی انتظام کر دیں گے۔ مگر مَیں نے عرض کیا کہ مَیں پہلے ہی لاہور میں پڑھتا ہوں۔ اس کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ (اس لئے مجھے یہاں پڑھنے کی ضرورت نہیں۔) مَیں قادیان میں حضرت صاحب کی زیارت کے لئے جا رہا ہوں۔ اس پر انہوں نے زیادہ مخالفت شروع کی مگر مَیں نے پروانہ کی اور قادیان کی طرف شام کے بعد ہی چل پڑا۔ اندھیرا بہت تھا۔ رات کا کافی حصہ گزر چکا تھا اور راستہ پہلے دیکھا ہوا نہیں تھا۔ مَیں غلطی سے چراغ کو دیکھ کر جو دور جل رہا تھا مسانیاں چلا گیا۔ (قادیان کی طرف ہی ایک اور جگہ تھی) وہاں نماز عشاء ہو چکی ہوئی تھی۔ ایک آدمی مسجد میں بیٹھا ذکر الٰہی کر رہا تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں جائیں گے اور کہاں سے آئے ہیں؟ مَیں نے کہا لاہور سے آیا ہوں اور حضرت مرزا صاحب کو ملنا چاہتا ہوں۔ اس نے جواباً کہا کہ یہ تو مسانیاں ہے۔ قادیان نہیں۔ قادیان یہاں سے دور ہے اور تم یہاں سو جاؤ۔ صبح کے وقت جانا کیونکہ راستہ ٹھیک نہیں ہے۔ چنانچہ مَیں وہاں مسجد میں لیٹ گیا اور چار بجے کے قریب جب چاند چڑھا (لیٹ نائٹ (Late Night) آخری وقت تھا، چاند کے دن تھے، چاند نکلا) تو مَیں نے اُس شخص کو کہا کہ مجھے راستہ دکھا دو۔ وہ مجھے وڈالہ تک چھوڑ گیا اور مجھے سڑک دکھا گیا۔ چنانچہ مَیں نے صبح کی نماز نہر پر پڑھی اور سورج نکلنے کے قریباً ایک گھنٹہ بعد قادیان پہنچ گیا۔ قادیان کے چوک میں جا کر مَیں نے ایک شخص سے پوچھا کہ بڑے مرزا صاحب کہاں ہیں؟ اس نے مجھے کہا کہ وہاں نہا کر سامنے مکان کی حویلی میں تخت پوش پر بیٹھے حقہ پی رہے ہیں۔ (مرزا نظام الدین کی طرف اشارہ کر دیا) کہتے ہیں: مَیں سنتے ہی آگے بڑھا تو مَیں نے دیکھا کہ ایک معمر شخص نہا کر تخت پوش پر بیٹھا ہے اور بدن بھی ابھی اس کا گیلا ہی ہے اور حقہ پی رہا ہے۔ مجھے بہت نفرت ہوئی اور قادیان آنے کا افسوس بھی ہوا۔ (اتنا تردّد کیا، اتنی محنت کی، سفر کیا، قادیان آیا ہوں تو مَیں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں۔ کہتے ہیں) مَیں مایوس ہو کر واپس ہوا۔ (اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کرنی تھی تو کہتے ہیں)۔ موڑ پر ایک شخص شیخ حامد علی صاحبؓ ملے۔ انہوں نے مجھے پوچھا کہ آپ کس جگہ سے تشریف لائے ہیں اور کس کو ملنا چاہتے ہیں؟ مَیں نے کہا مَیں نے جس کو ملنا تھا اس کو مَیں نے دیکھ لیا ہے اور اب مَیں واپس لاہور جا رہا ہوں۔ میرے اس کہنے پر انہوں نے مجھے فرمایا کہ کیا آپ مرزا صاحب کو ملنے کے لئے آئے ہیں تو یہ وہ مرزا صاحب نہیں ہے جن کو آپ مل کر آئے ہیں، وہ اور ہیں اور مَیں آپ کو ان سے ملا دیتا ہوں۔ تب میری جان میں جان آئی اور مَیں کسی قدر تسکین پذیر ہوا۔ حامد علی صاحب نے مجھے فرمایا کہ آپ ایک رقعہ لکھ دیں مَیں اندر پہنچاتا ہوں۔ جس پر مَیں نے مختصراً یہ لکھا کہ مَیں طالب علم ہوں۔ لاہور سے آیا ہوں۔ زیارت چاہتا ہوں اور آج ہی واپس جانے کا ارادہ ہے۔ حضور نے اس کے جواب میں کہلا بھیجا کہ مہمانخانے میں ٹھہریں اور کھانا کھائیں اور ظہر کی نماز کے وقت ملاقات ہو گی۔ اس وقت مَیں ایک کتاب لکھ رہا ہوں (حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ اس وقت مَیں ایک کتاب لکھ رہا ہوں) اور اس کا مضمون میرے ذہن میں ہے اگر مَیں اس وقت ملاقات کے لئے آیا تو ممکن ہے کہ وہ مضمون میرے ذہن سے اتر جائے۔ اس واسطے آپ ظہر کی نماز تک انتظار کریں۔ مگر مجھے اس جواب سے کچھ تسلی نہ ہوئی۔ مَیں نے دوبارہ حضرت کو لکھا کہ مَیں تمام رات مصیبت سے یہاں پہنچا ہوں اور زیارت کا خواہش مند ہوں۔ للہ مجھے اسی وقت شرف زیارت سے سرفراز فرمائیں۔ تب حضور نے مائی دادی کو کہا کہ ان کو مسجد مبارک میں بٹھاؤ اور مَیں ان کی ملاقات کے لئے آتا ہوں۔ مجھے وہاں کوئی پندرہ منٹ بیٹھنا پڑا۔ اس کے بعد حضور نے مائی دادی کو بھیجا کہ ان کو اس طرف بلا لاؤ۔ حضرت صاحب اپنے مکان سے گلی میں آ گئے اور مَیں بھی اس گلی میں آ گیا۔ (دوسری طرف سے) دور سے میری نظر جو حضرت صاحب پر پڑی تو وہی رؤیا میں (خواب میں جو دیکھا تھا) جو شخص مجھے دکھایا گیا تھا بعینہٖ وہی حلیہ تھا۔ حضرت صاحب کے ہاتھ میں عصا بھی تھا اور پگڑی بھی پہنی ہوئی تھی۔ سوٹی ہاتھ میں تھی۔ گویا تمام وہی حلیہ تھا۔ اس سے قبل مجھے دادی کی معرفت معلوم ہوا تھا کہ حضرت صاحب کپڑے اتار کر تشریف فرما ہیں مگر چونکہ اللہ تعالیٰ کو مجھے رؤیا والا نظارہ دکھانا منظور تھا۔ اس لئے حضور نے جو لباس زیب تن فرمایا وہ بالکل وہی تھا جو مَیں نے رؤیا میں دیکھا تھا۔ میں حضرت صاحب کی طرف چل پڑا تھا اور حضرت صاحب میری طرف آ رہے تھے۔ گول کمرہ کے دروازہ سے ذرا آگے میری اور حضرت صاحب کی ملاقات ہوئی۔ مَیں نے حضرت صاحب کو دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ خواب والے ہی بزرگ ہیں اور سچے ہیں۔ چنانچہ مَیں حضور سے بغلگیر ہو گیا اور زار زار رونے لگا۔ مَیں نہیں سمجھتا کہ وہ رونا مجھے کہاں سے آیا اور کیوں آ گیا مگر مَیں کئی منٹ تک روتا ہی رہا۔ حضور مجھے فرماتے تھے صبر کریں، صبر کریں۔ جب میرا رونا ذرا تھم گیا اور مجھے ہوش قائم ہوئی تو حضور نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ مَیں نے عرض کیا لاہور سے۔ حضور نے فرمایا کیوں آئے؟ مَیں نے کہا زیارت کے لئے۔ حضور نے فرمایا: کوئی خاص کام ہے؟ مَیں نے پھر عرض کیا کہ صرف زیارت ہی مقصد ہے۔ حضور نے فرمایا۔ بعض لوگ دعا کرانے کے لئے آتے ہیں اپنے مقصد کے لئے۔ کیا آپ کو بھی کوئی ایسی ضرورت درپیش ہے؟ مَیں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی ضرورت درپیش نہیں۔ تب حضور نے فرمایا کہ مبارک ہو۔ **اہل اللہ کے پاس ایسے بے غرض آنا بہت مفید ہوتا ہے۔** (یہ غالباً حضرت صاحب نے مجھ سے اس لئے دریافت فرمایا تھا کہ ان ایام میں حضور نے ایک اشتہار شائع فرمایا تھا جس میں لکھا تھا کہ بعض لوگ میرے پاس اس لئے آتے ہیں کہ اپنے مقاصد کے لئے دعا کرائیں)۔ (رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 9 صفحہ نمبر 120 تا 126 روایت حضرت منشی قاضی محبوب عالم صاحبؓ) لیکن میری اس بات سے بہت خوش ہوئے، مبارکباد دی کہ میرا تو مقصد صرف اور صرف آپ کو ملنا اور زیارت تھا۔)

حضرت ملک غلام حسین صاحب مہاجرؓ بیان فرماتے ہیں کہ جب ہم اپنے وطن پہنچے تو دو ماہ کے بعد پھر قادیان آنے کی تحریک پیدا ہوئی مگر خرچ نہیں تھا مگر دل چاہتا تھا کہ پیدل ہی چلنا پڑے تو چلنا چاہئے۔ دو روپے میرے پاس تھے۔ مَیں رہتاس سے جہلم باوجود گاڑی ہونے کے پیدل آیا۔ پھر خیال آیا کہ آگے بھی

پیدل ہی چلنا چاہئے۔ جہلم کے پل سے گزرنے لگا تو چار پانچ سپاہی رسالے کے جن کے پاس دو دو گھوڑے تھے۔ مَیں نے انہیں کہا کہ گھوڑا مجھے پکڑا دو۔ وہ کہنے لگے کہ تم گجرات کے ضلع کے رہنے والے ہو۔ ہمیں ڈر ہے کہ کہیں گھوڑا لے کر بھاگ نہ جاؤ۔ خیر مَیں نے کہا کہ مَیں ضلع جہلم کا ہوں، گجرات کا نہیں ہوں۔ رہتاس سے آ رہا تھا۔ مگر انہوں نے نہ مانا مگر مَیں ان کے ساتھ رہا کیونکہ رات کا سفر بھی وہ کرتے تھے۔ جو دو سپاہی تھے وہ جب مرالے میں اترے تو مَیں نے بھی وہیں بستر ا بچھالیا۔ ایک سکھ کہنے لگا کہ میاں تم ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ (اُن میں سے ایک سکھ بھی تھا) ہمیں تمہارا ڈر رہے۔ جس وقت آدھی رات ہوئی وہ چل پڑے۔ مَیں بھی ساتھ ہولیا۔ پھر ایک سکھ نے کہا کہ ہمیں ڈر ہے کہ تم ہمارا کوئی گھوڑا نہ لے جاؤ۔ مَیں نے کہا کہ مَیں تو جلدی جانا چاہتا ہوں۔ ساتھ کی خاطر تمہارے ہمراہ چل پڑا ہوں۔ ایک سکھ نے کہا کہ یہ بھلا مانس آدمی معلوم ہوتا ہے اُسے گھوڑا دے دو۔ چنانچہ تین میل مَیں نے گھوڑے پر سوار ہو کر سفر کیا۔ رات وزیر آباد پہنچے۔ پل پر سے گزرنے کا پیسہ بھی مجھے انہوں نے دیا اور رات کا کھانا بھی انہوں نے ہی کھلایا۔ (یعنی کوئی ٹول ٹیکس لگتا ہوگا، وہ بھی انہوں نے دیا، رات کا کھانا کھلایا) رات ایک بجے پھر تیار ہو گئے اور مجھے گھوڑا دے دیا۔ دوسری رات کامونکی یا مرید کے میں بسیرا کیا۔ پھر انہوں نے کھانا مجھے کھلایا۔ پھر رات چل کر صبح سات یا آٹھ بجے لاہور پہنچے۔ (یہ تقریباً کوئی سو ڈیڑھ سو میل کا سفر بنتا ہے) لاہور پہنچے۔ پھر چونکہ ان کا راستہ الگ تھا اس لئے وہ علیحدہ ہو گئے۔

گیارہ بجے لاہور سے گاڑی چلنی تھی۔ مَیں آٹھ بجے پہنچا۔ اس لئے خیال کر کے کہ کون تین گھنٹے انتظار کرے (قادیان پہنچنے کا شوق تھا۔ تین گھنٹے انتظار کیا کرنا ہے۔ کہتے ہیں) مَیں پھر پیدل چل پڑا۔ ڈیڑھ گھنٹے میں جلّو پہنچا۔ وہاں سٹیشن پر گاڑی کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ پونے بارہ بجے چلے گی۔ پھر مَیں وہاں سے چل پڑا۔ اٹاری پہنچا۔ سٹیشن سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ سوا گھنٹہ گاڑی میں ہے۔ مَیں پھر چل پڑا۔ کیا انتظار کرنا ہے۔ ابھی دو میل خاصہ کا سٹیشن رہتا تھا کہ گاڑی نکل گئی۔ خاصہ سے پوچھا تو معلوم ہوا کہ اب شام کے سات بجے گاڑی آئے گی۔ مَیں پھر پیدل چل پڑا اور کوئی شام سے قبل ہی امرتسر پہنچ گیا۔ وہاں ایک شیخ ہمارے شہر کے تھے ان کے پاس رات بسر کی۔ وہاں سے صبح گاڑی پر سوار ہوا اور چھ آنے دے کر بٹالہ پہنچ گیا۔ بٹالہ سے پھر پیدل چل کر چار پانچ بجے قادیان پہنچ گیا۔ دوسرے روز صبح حضرت صاحب سے ملاقات کی۔ چار پانچ دن آرام سے گزارے۔ پھر اجازت چاہی اور عرض کیا کہ ہم چھوٹے ہوتے یہ کہا کرتے تھے کہ یا اللہ! امام مہدی کے آنے پر ہمیں سپاہی بننے کی توفیق عطا فرما۔ سفر کا تمام واقعہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سنایا کہ کس طرح مَیں نے اکثر وقت جو ہے سفر کا پیدل طے کیا ہے۔ تھوڑا سا عرصہ بیچ میں گھوڑے پر بھی سواری کی۔ یہ باتیں سن کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر فرمایا کہ آپ نے بڑی ہمت کی ہے اور فرمایا کہ آپ کوئی کام جانتے ہیں؟ مَیں نے کہا حضور سوائے روٹی پکانے کے اور کوئی کام نہیں جانتا اور وہ بھی معمولی طور پر۔ فرمایا کہ نام لکھوا دیں۔ ضرورت پڑنے پر ہم آپ کو بلا لیں گے۔ اُس پر مَیں نے نام لکھوا دیا۔ ''غلام حسین۔ رہتاس۔ ضلع جہلم''۔

(رجسٹر روایات صحابہ (غیر مطبوعہ) رجسٹر نمبر 10 صفحہ نمبر 319 تا 321 روایت حضرت ملک غلام حسین صاحب مہاجرؓ)

یہ تمام روایات اُن لوگوں کی ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملنے کا شوق تھا اور زیارت کا شوق تھا۔ اس کے لئے وہ تکلیفیں بھی برداشت کرتے تھے اور یہ تکلیفیں اُن کے لئے بہت معمولی ہوتی تھیں۔ اُس کے مقابلے میں جو فیض انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پایا اور جو ایمان میں اُن کی زیادتی ہوتی تھی۔ اللہ کرے ہم میں سے بھی ہر ایک یہ واقعات سن کر صرف واقعات کے مزے لینے والے نہ ہوں بلکہ ہر واقعہ ہمارے ایمان میں بھی زیادتی پیدا کرنے والا ہو۔

جاتا نہیں ہے رائیگاں راہِ خدا میں خون

کہتے ہو داستانِ وفا کو رقم کروں
یعنی میں جوشِ اشک کو شعروں سے کم کروں
شہداء کے واقعات سپردِ قلم کروں
قربانیوں کے باب میں کیسے رقم کروں
ہم وہ نہیں جو شکوۂ رنج و الم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

بعد از فرات ، راوی کی اب ہے کتھا میں خون
کابل میں ہو کہ ربوہ میں یا کربلا میں خون
ہو انڈونیشیا میں ، یا گھر کی فضا میں خون
جاتا نہیں ہے رائیگاں راہِ خدا میں خون
یادِ حسینؓ زندہ و جاوید ہم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

وہ وصلِ یار کے لیے سب با وضو ہوئے
وقتِ وصال آ گیا سو قبلہ رُو ہوئے
اک جاوداں حیات لیے سرخرو ہوئے
اور موت کا شکار ہمارے عدو ہوئے
ہم تو دعا کے زور سے ہلکا یہ غم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

یہ قیل و قال کی نہیں عملوں کی بات ہے
دل کو جو دیکھتی ہے مولا کی ذات ہے
نہ اپنی کچھ بساط ، نہ لفظوں میں بات ہے
روحِ شہید پا گئی جس سے ثبات ہے
اُس راہِ زندگی کا سفر آؤ ہم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

یہ وقتی جوش بدلۂ قاتل نہیں ہے دوست
یہ ذکر وجہِ گرمیٔ محفل نہیں ہے دوست
لفظوں کی جوڑ توڑ ہی منزل نہیں ہے دوست
اور نگہِ مشفقانہ کے قابل نہیں ہے دوست
فاروق آپ قول و عمل کو بہم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

جو صبر کا پہاڑ ہے کوہِ وقار ہے
جس کو بلا کا آنسوؤں پہ اختیار ہے
اُس کا بشر کے آگے نہ رونا شعار ہے
اشکوں کے بند توڑتی سجدوں کی زار ہے
نقشِ قدم پہ ہم چلیں ، شب زندہ ہم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

چھینے کہیں پہ باپ ، کہیں پہ سہاگ بھی
میرا خدا لگائے گا اُن سب کو بھاگ بھی
اے قوم اُن کے واسطے راتوں کو جاگ بھی
ڈھل جائے اب دعا میں سینے کی آگ بھی
خلوت میں اُن کے واسطے آنکھوں کو نم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

تُو ان کے خوں کا آپ ہی اب انتقام لے
میرے خدا شہیدوں کے بچوں کو تھام لے
ہم سے بھی زندگی میں کوئی ایسا کام لے
مرقد پہ آئے جو بھی محبت سے نام لے
سچی وفا شہیدوں کی مٹی سے ہم کریں
اور پھر بیاں عنایت و لطف و کرم کریں

فاروق محمود (لندن)

بقیہ: خطاب حضور انور از صفحہ نمبر 2

مشکل میں وہ ہر طرح سے گرفتار ہے؟ کیا یہ اُن سے خدا تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہو رہا ہے؟

پس ہمیں عوام الناس کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ یہ علماء تمہیں خدا تعالیٰ کی طرف نہیں لے جا رہے بلکہ خدا تعالیٰ سے دور ہٹا رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ کبھی اپنی مخلوق پر ظلم پسند نہیں کرتا۔ کجا یہ کہ خدا تعالیٰ کے نام پر خدا تعالیٰ کے پیاروں پر ظلم کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا (انفال:30) فرما کر حقیقی مومن اور غیر میں ایک فرق قائم فرما دیا ہے۔ اُمّتِ مسلمہ کو اُن انبیاء کے برابر کھڑا کر دیا کہ میری پیروی تمہارے مقام کو اس قدر بلند کر دے گی کہ سابقہ انبیاء پر ہونے والے انعامات کے تم وارث بن جاؤ گے۔ حقیقی علماء انبیاء بنی اسرائیل کے مقام تک پہنچ جائیں گے۔ لیکن آج کل کے یہ علماء تو ان انعامات کے دروازے بند کر رہے ہیں۔ اور جب خود اپنے ہاتھوں سے انعامات کے دروازے بند کر رہے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ کے معبود کس طرح بن سکتے ہیں؟ جس شخص کو زمانے کی اصلاح کے لئے عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنا محبوب بنا کر بھیجا ہے اُس کی مخالفت میں اتنے اندھے ہوئے ہوئے ہیں کہ اُس کے ماننے والوں سے سانس لینے کا بھی حق چھین رہے ہیں۔ یہ محبوبِ خدا بننے والوں کی حرکتیں تو نہیں۔ یہ تو خدائی کا دعویٰ کرنے والوں کی حرکتیں ہیں۔ یہ تو فرعونوں اور ہامانوں کی حرکتیں ہیں۔

پس ہر احمدی جو بنگلہ دیش میں رہنے والا ہے اپنی قوم کے معصوموں کو بتائے کہ یہ نام نہاد علماء تمہیں اللہ تعالیٰ کے انعاموں کا وارث نہیں بنا رہے بلکہ محرومیوں کی طرف لے جا رہے ہیں، تباہی کے گڑھے کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ واضح کریں کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی صرف انکار سے نہیں ہوتی۔ جب اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے انکار کے ساتھ ظلموں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت اپنے بندوں کے لئے جوش میں آتی ہے۔ جہاں تک صرف انکار کا تعلق ہے، یہ معاملہ تو اگلے جہان میں طے ہوگا۔ ہمارا کام تو انسانیت کے لئے درد رکھتے ہوئے اُن کی سیدھے راستے کی طرف رہنمائی کرتے چلے جانا ہے۔ اور پھر ایسے لوگ جو ایک طرف ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہوتے ہوں اُن کے لئے تو ہمارے دل میں دوسروں سے بڑھ کر درد ہے۔ پس یہ دل کا کرب اور حُبِّ رسول ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم اُمّت کے معصوم افراد کو ان ظالم طبقہ مولویوں کے ساتھ مل کر ظلم کی ہولی کھیلنے سے روکنے کی کوشش کریں اور جہاں تک ہو سکتا ہے انہیں سمجھائیں۔

جہاں تک ہم پر یہ اعتراض ہوتا ہے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ اور آپ کو ماننے کی وجہ سے آپ کی جماعت یعنی جماعتِ احمدیہ ہتکِ رسولؐ کی مرتکب ہوتی ہے اور نعوذ باللہ ہم آپؐ کی خاتمیتِ نبوت اور افضل الرسل ہونے کے منکر ہیں۔ اس بارہ میں پہلے بھی کچھ حوالے پیش کر چکا ہوں۔ اب ایک دو تحریریں اور واقعات مزید پیش کر دیتا ہوں جس سے ہمارے غیر سننے والے خود اندازہ کر سکیں گے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عشقِ رسول کا حق ادا کیا اور آپ ہمیشہ سے حق ادا کرنے والے تھے اور آپ کی جماعت بھی حق ادا کرنے والی ہے۔ ان سے ہر ایک کو پتہ لگ جائے گا کہ یہ عشقِ رسول کرنے والے ہیں یا توہینِ رسالت کے مرتکب ہونے والے ہیں؟

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ آبِ زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں''۔ (یعنی فرشتے لے کے آتے ہیں)'' اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تُو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم''۔ (براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 598 حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

کیا کسی دوسرے کے لئے دل میں میل رکھنے والا شخص کسی کو اچھے الفاظ میں بھی یاد رکھ سکتا ہے؟ کجا یہ کہ ساری رات اُس کے حسن و احسان کو یاد کر کے اُس کی یاد میں تڑپا جائے۔ کیا نام نہاد علماء اور اسلام کے ٹھیکیداروں میں سے کوئی خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ حُبِّ رسول میں اس طرح تمام رات درود پڑھتا رہا ہے۔ آپؑ کا صرف دعویٰ ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے انعامات کی بارش جو آپ پر ہوئی اور آپ کی جماعت پر آج تک ہو رہی ہے، اس بات کا ثبوت ہے کہ اللہ تعالیٰ اس وجہ سے اپنے وعدے یُحْبِبْکُمُ اللّٰہ کو پورا فرما رہا ہے۔ پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ ہم احمدی توہینِ رسالت کے مرتکب ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں کہ:

''ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبیؐ کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کے لئے آفتاب ہے، جیسے اجسام کے لئے سورج۔ وہ اندھیرے کے وقت ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی سے روشن کر دیا۔ وہ نہ تھکا، نہ ماندہ ہوا جب تک عرب کے تمام حصے کو شرک سے پاک نہ کر دیا۔ وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اُس کا نور ہر ایک زمانے میں موجود ہے اور اُس کی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کر دیتی ہے کہ جیسا ایک صاف اور شفاف دریا کا پانی میلے کپڑے کو''۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 302-303)

کیا کوئی عقل رکھنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ فقرے آپؐ کے مقام کو گھٹا رہے ہیں۔ پھر آگے چلیں اور دیکھیں کہ غیرتِ رسول کا اظہار کس زبردست طریق سے آپ نے کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

''اس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا ہے اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں، ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلّت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثُمَّ واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دُکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کی گئی، دُکھا''۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 51-52)

اور یہ نہ صرف زبانی اظہار ہے بلکہ اسلام کے دفاع میں، اسلام کی خوبیاں بیان کرنے میں آپ نے کئی جگہ عملاً بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی غیرت کا اظہار فرمایا۔ آپ کی کتب اور لٹریچر اس سے بھرے پڑے ہیں۔ آپ کا عمل اس بات کا گواہ ہے۔ اسلام پر حملہ کرنے والوں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کرنے والوں کو آپ نے کھلے چیلنج دیئے اور اُن کے منہ بند کروائے۔ ہمارا ایمان کیا ہے اور ہمارے مذہب کا خلاصہ کیا ہے جس پر ہر احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامل یقین رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں ہی بیان کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''ہمارے مذہب کا خلاصہ اور لبّ لباب یہ ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل توفیق باری تعالیٰ اس عالم گذران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدو مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبہ اتمام پہنچ چکی جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے''۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 169-170)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عشقِ رسول، غیرتِ رسول اور ایمانی حالت کا تو بیان ہو گیا، اور آپ کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے یہی ہر احمدی کے ایمان کا خاصّہ ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل سے دل و جان سے اس پر قائم ہیں۔ اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام کی سربلندی کے لئے اور اسلام کے کامل اور مکمل مذہب ہونے کے لئے ایک اجتماعی کوشش کر رہی ہے۔ لیکن مذہب کے نام پر خون کر کے نہیں۔ دین کی آڑ میں ذاتی اَناؤں اور مفادات کی تسکین کے لئے نہیں۔ دین کے نام پر اپنی سیاسی برتری ثابت کرنے کے لئے نہیں۔ بلکہ خالصۃً اُس تعلیم کی روشنی میں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خاتم الانبیاء پر اتاری۔ اُس اُسوہ کی روشنی میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ قرآنِ کریم کی تعلیم کی عملی تصویر تھا جس کے چند نمونے مَیں یہاں پیش کرتا ہوں جس کو دیکھ کر کوئی سعید فطرت یہ نہیں کہہ سکتا کہ دین کے یہ نام نہاد ٹھیکیدار آجکل کے مولوی اس اُسوہ پر عمل کرنے والے ہیں۔

ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ میں دیکھتے ہیں جہاں اُس میں عبادتوں کا معیار اور اللہ تعالیٰ کے حق کی ادائیگی ہے وہاں حقوق العباد کی ادائیگی بھی اپنی معراج کو پہنچی ہوئی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ''دین تو خیر خواہی کا نام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا، کس چیز کی خیر خواہی؟ آپؐ نے فرمایا ''اللہ، اُس کی کتاب، اُس کے رسول، مسلمان ائمہ اور اُن کے عوام الناس کی خیر خواہی۔'' (صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان أن الدین النصیحۃ حدیث:196)

یہ ہے وہ تعلیم جس پر عمل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا اُسوہ قائم فرما کر دکھایا۔ کیا آج کل کے مختلف فرقوں کے علماء اس قسم کی خیر خواہی کا مظاہرہ کر رہے ہیں؟ بلکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر کوئی اپنی علمیت اور اپنے منبر کے زعم میں پاگل ہوا ہوا ہے۔ نیتیں بد ہو چکی ہیں۔ نفسا نفسی کا عالم ہے۔ خیر خواہی کی کوئی بات ان میں نظر نہیں آتی۔ پھر کہتے ہیں کہ مسیح موعود کیوں آ گیا؟ یا دعویٰ کرنے والا مسیح موعود نہیں۔ جبکہ خود علماء کے اپنے عمل یہ اعلان کر رہے ہیں کہ یہی وہ زمانہ ہے، وہ حقیقی وقت ہے جو مسیح موعود کے مبعوث ہونے کا وقت تھا۔ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ کافی ہے، قرآنِ کریم کی تعلیم کافی ہے۔ لیکن بتائیں کہ آج کون ہے جو قرآنِ کریم کی تعلیم کی تلقین بھی کر رہا ہے اور ساتھ اُس پر عمل بھی کر رہا ہے؟ ہم احمدی تو جانتے ہیں کہ یہ بات آج کسی فرقے میں نظر نہیں آتی۔ لیکن ہر شریف الطبع عام مسلمان بھی جب اپنے ارد گرد کا جائزہ لیتا ہے تو سب سے زیادہ بدخواہی ان نام نہاد دین کے ٹھیکیداروں اور علماء میں نظر آتی ہے۔ اور اخباری کالم بعض اوقات اس بات کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ پس عامۃ المسلمین کے لئے سوچنے کی ضرورت ہے کہ ایسے لوگوں کو کب تک اپنا مذہبی پیشرو سمجھتے رہیں گے؟

پھر میرے آقا و مطاع کی تعلیم کا ایک اور خوبصورت پہلو دیکھیں۔ بخاری کی روایت ہے۔ آپؐ نے فرمایا ''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ اور سلامت رہیں۔''

(صحیح بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہ و یدہ حدیث 10)

مسند احمد میں اس طرح بیان بھی ہوا ہے کہ 'مومن وہ ہے جس سے دوسرے تمام انسان امن میں رہیں'۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 396 اُنس بن مالکؓ حدیث 12590 مطبوعہ بیروت ایڈیشن 1998ء)

اب ذرا آج کل کے دین کے ٹھیکیداروں کا موازنہ کریں اور دیکھیں کہ جو اپنی ایمانی حالت کو سب سے زیادہ بڑھا ہوا سمجھتے ہیں اور بھولے اور معصوم مسلمان جن کا بدقسمتی سے دینی علم کم ہے، اُن کو وہ جو تعلیم دے رہے ہیں کیا وہ اس کے مطابق ہے؟ بھولے اور معصوم مسلمان جن کا بدقسمتی سے دینی علم بھی کم ہے، ان علماء کے پیچھے چلنا ہی اپنی بقا سمجھتے ہیں۔ اور ان معصوم مسلمانوں کو یہ نام نہاد علماء اس طرح غلط رنگ میں اپنے قابو میں کر لیتے ہیں کہ پھر اسلام کے نام پر تمام انسانی قدریں پامال کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ دہشتگردی کے ایسے حملے جس سے دوسرے انسانوں نے تو کیا امن میں رہنا ہے، خود کلمہ گو مسلمان کہلانے والے بھی امن میں نہیں جن میں معصوم بچے اور عورتیں اور بوڑھے اور بیمار اور غریب جو اپنے گھر کی روٹی کا واحد سہارا ہیں وہ بھی مارے جاتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ یہ کون سا اسلام ہے جو ان لوگوں نے اپنایا ہوا ہے۔ ظاہراً کہہ دیں گے کہ یہ دہشتگرد تنظیمیں ہیں اور ہم ان کے خلاف ہیں جبکہ اندر سے یہ سب ملے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں۔ ہم احمدی تو ان کی دہشتگردی کا نشانہ بنتے ہی ہیں جن کو یہ

نام نہاد مسلمان، مسلمان نہیں سمجھتے۔ ہمیں ایسے علماء کی کسی سند کی ضرورت بھی نہیں ہے جن کے اپنے عمل اسلام سے دور ہیں۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا یہ تو خود ہمارے علاوہ کلمہ گوؤں کو بھی اپنے ظلموں کا نشانہ بنانے سے نہیں چوکتے۔ جہاں تک ہمارے مسلمان ہونے کا سوال ہے، ہمیں تو اپنے آقا کا یہ ارشاد کافی ہے کہ کسی شخص کے مسلمان یا مومن ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرلے۔ آپؐ نے اپنے ایک صحابی کی بڑی سختی سے صرف اس لئے باز پرس کی تھی کہ تُو نے ایک کلمہ گو کو قتل کر دیا۔ جب صحابی نے جواب دیا کہ وہ کافر تھا اور اُس نے میری تلوار کے خوف سے اُس وقت کلمہ پڑھا تھا، دل سے نہیں پڑھا تھا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تُو نے اُس کا دل چیر کر دیکھا تھا؟

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر بعد قوله: لا اله الا الله حدیث 277)

پس اگر ان علماء کو خدائی کا دعویٰ ہے، عالم الغیب ہونے کا دعویٰ ہے یا انہوں نے ہمارے دل چیر کر دیکھے ہیں تو پھر اُن کا اور خدا کا معاملہ ہے۔ ہاں ایک چیز یہاں واضح کر دوں کہ اگر یہ ممکن ہو کہ دل چیر کر اس بات کا ثبوت مل جائے کہ اس میں حقیقی کلمہ ہے یا بناوٹی؟ تو ہر احمدی اپنا دل چیر کر دکھانے کے لئے تیار ہے۔ جس کے چھوٹے سے لے کر بڑے تک ہر ایک کے دل میں لَآاِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی جڑیں گہری گڑی ہوئی نظر آئیں گی۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ لَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا (المائدۃ: 10)۔ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف سے کام نہ لو۔ پھر اللہ تعالیٰ کا آپ کو حکم ہے کہ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ (الشوریٰ: 16) کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں تمہارے درمیان انصاف کا فیصلہ کروں۔ آپؐ نے کبھی یہ نہیں دیکھا کہ انصاف مانگنے والا مسلمان ہے یا کسی دوسرے مذہب کا ہے؟ آپ کے اُسوہ دیکھیں۔ ایک مرتبہ آپ نے کچھ صحابہ کو خبر رسانی کے لئے مکّہ بھجوایا۔ اُن صحابہ کو کچھ آدمی حرم کی حدود میں مل گئے جو مشرک تھے۔ اُن صحابہ نے یہ سمجھ کر کہ اگر ہم نے ان کو زندہ چھوڑ دیا تو یہ مکّہ والوں کو خبر کریں گے اور ہم مارے جائیں گے، ان غیر مسلموں پر حملہ کر کے اُن میں سے ایک کو مار دیا۔ اور پھر یہ صحابہ اس کے بعد مدینہ واپس آ گئے۔ اُن کے آنے کے فوراً بعد ہی دشمنانِ اسلام کا ایک وفد مکّہ سے بھی مدینہ پہنچ گیا کہ اس طرح حرم کی حدود میں آپؐ کے آدمیوں نے ہمارے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔ اب دیکھیں جو ظلم حرم کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ پر ہوتا رہا ہے اُس کے جواب میں دشمنانِ اسلام کو یہ کہا جا سکتا تھا کہ تم بھی ظلم کرتے رہے ہو۔ اب تمہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ حرم کے احترام کی باتیں کرو؟ لیکن قربان جائیں عدل و انصاف کے اُس عظیم مینار پر۔ آپؐ نے فرمایا ہاں اگر ایسا ہوا ہے تو تمہارے آدمیوں سے بے انصافی ہوئی ہے۔ عین ممکن ہے کہ اُن لوگوں نے حرم میں اپنی جان بچانے کے لئے پناہ لی ہو۔ لہٰذا اُن کا خون بہا ادا کیا جائے گا۔ (اُن لوگوں کا جو قتل کئے گئے خون بہا ادا کیا جائے گا۔) چنانچہ آپؐ نے عرب رواج کے مطابق قتل کا فدیہ ادا کروایا۔

(ماخوذ از السیرة الحلبیه جلد 3 باب سرایاه ﷺ و بعوثه، سریه عبد الله بن جحشؓ ...... صفحہ 217 تا 221 مطبوعہ بیروت 2002ء)

پھر ایک یہودی نے ایک صحابی کے بارے میں شکایت کی کہ اُس نے میرے چار درہم دینے ہیں جو نہیں دے رہا۔ صحابہ کی غربت کا یہ حال تھا کہ اس چار درہم دینے کی بھی اُن کو توفیق نہیں تھی۔ آپ نے اُس صحابی کو کہا کہ اس کی رقم ادا کرو۔ اُنہوں نے عرض کی کہ بیشک مَیں نے یہ رقم دینی ہے لیکن مَیں اس وقت دینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ آپؐ نے دوبارہ فرمایا کہ اس کا قرض ادا کرو۔ انہوں نے پھر عرض کی کہ مَیں نے اس یہودی کو کہا ہے کہ کچھ رقم کی امید ہے، آ جائے گی تو مَیں لوٹا دوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابھی اس کا حق ادا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب تین بار کہہ دیا کرتے تھے تو صحابہ سمجھتے تھے کہ اب کوئی عذر جو ہے وہ آپؐ کو قابلِ قبول نہیں ہو گا۔ چنانچہ اس کے بعد وہ صحابی بازار گئے اور اپنی تہ بند (وہ کپڑا جو جسم کے نچلے حصے میں باندھا ہوا تھا) چار درہم میں بیچ دیا اور سر کا چھوٹا سا کپڑا اپنا ننگ چھپانے کے لئے اپنے جسم پر لپیٹ لیا۔

(مسند احمد ابن حنبل جلد 5 صفحہ 336 حدیث ابن ابی حدرد الأسلمی حدیث 15570 مطبوعہ بیروت 1998ء)

یہ تھا فوری انصاف جو میرے آقا نے اپنے اُسوہ سے قائم فرمایا۔ آج کس اسلامی ملک میں جو اسلام کے علمبردار ہیں یا علمبردار اپنے آپ کو سمجھتے ہیں، اس طرح کا انصاف نظر آتا ہے؟ یہ لوگ تو مخالف فریق کا چاہے وہ کلمہ گو ہی ہو طاقت کے نشے میں مال غصب کرنے والے ہیں۔ غریبوں کے مالوں کو شیرِ مادر کی طرح ہضم کر جاتے ہیں۔

اسلام کا ایک بہت خوبصورت حکم ہمسائے سے نیک سلوک کرنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسایوں سے سلوک نہایت اعلیٰ درجے کا ہوتا تھا۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام بار بار مجھے ہمسایوں سے نیک سلوک کرنے کا حکم دیتے ہیں یہاں تک کہ مجھے خیال آتا ہے کہ ہمسائے کو شاید وارث ہی قرار دے دیا جائے۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الوصاۃ بالجار حدیث 6015)

اسی طرح بے شمار خُلق ہیں جو آپ میں پائے جاتے ہیں، وقت کی کمی کی وجہ سے بیان نہیں ہو سکتے۔ کوئی خُلق بھی لے لیں۔ اُس میں آپ کا اُسوہ آسمانوں کو چھوتا ہوا نظر آئے گا۔ کیا آج کل کے دین کے نام نہاد علماء یا دوسروں پر کفر کے فتوے لگانے والوں میں یہ اخلاق ہیں؟ ان لوگوں سے تو ہمسائے بھی محفوظ نہیں۔ جماعت احمدیہ کے افراد تو آئے دن بعض ملکوں میں اس کا مشاہدہ کرتے رہتے ہیں کہ اُن کے ہمسائے اُنہیں کس طرح ان تکلیفوں میں مبتلا کر رہے ہیں۔ بنگلہ دیش میں بھی یہ صورتحال ہے اور وہاں لوگوں کو اس کا تجربہ ہے۔

بہر حال یہ تو اُن کے عمل ہیں جو بگڑی ہوئی قوم ہیں۔ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے زیر اثر پورے ماحول کو ہی گندہ کر دیا ہے۔ لیکن ہم جو مسیح محمدی کو ماننے والا ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ہمیں اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو پہلے سے بڑھ کر اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ دنیا کو بتا سکیں کہ آج ہم حُبِّ پیمبری کا صرف نعرہ لگانے والے نہیں ہیں، بلکہ اس پر عمل کرنے کی کوشش کرنے والے بھی ہم ہی ہیں۔ دنیا کو بتائیں کہ یہ اعلیٰ اخلاق اور اسوہ رسول پر چلنے کا ادراک ہمیں زمانے کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق نے دیا ہے۔ پس آؤ اور اس غلامِ صادق کے دامن سے جُڑ جاؤ تا کہ دنیا اور آخرت سنوارنے والے بن سکو۔ یہ بنگلہ دیش کے رہنے والے نوجوانوں کا بھی کام ہے، انصار کا بھی کام ہے اور خواتین کا بھی کام ہے کہ اپنے نمونے اس اعلیٰ خُلق پر قائم کرنے کی کوشش کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے قائم فرمایا۔ پورے جماعتی نظام کو ایک مہم کی صورت میں پہلے اپنی اصلاح کرنے اور پھر اس پیغام کو ملک کے کونے کونے میں ہر شخص تک پہنچانے کی ضرورت ہے۔ اپنے ہم وطنوں پر ثابت کر دیں کہ آج ہم ہی سب سے زیادہ حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے والے ہیں۔ یہی وہ پیغام ہے جس کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام آئے تھے۔

پس آگے بڑھیں اور اس زمانے کے امام کو ماننے کا حق ادا کریں۔ مصلحتوں اور سوچوں میں نہ پڑ جائیں۔ دشمن جو احمدیت کو ختم کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا آخری زور لگا رہا ہے یہ تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی کامیاب نہیں ہوگا۔ یہ آخری زور ہے اور اس کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اس کی موت ہے۔ احمدیت کا پھیلنا الٰہی تقدیر ہے۔ یہ لوگوں کے منصوبے سے کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ لیکن اگر آپ نے اس تقدیر کا حصہ بننا ہے تو اپنے عمل اور دعاؤں سے اس کا حصہ بننے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو جلسے کی برکات سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ان برکات کو ہمیشہ اپنے دلوں میں قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اس جوش اور جذبے کو جو اس وقت آپ کے دلوں میں بھرا ہے، ہمیشہ قائم رکھے اور جو ذمہ داریاں آپ کے ذمہ اس زمانے کے امام نے لگائی ہیں، اُن کو پورا کرنے کا ہمیشہ حق ادا کرتے چلے جانے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دشمن کے ہر شر اور ہر حملے سے محفوظ رکھے۔ آپ کے گھروں میں آپ کی ہر آن حفاظت کے سامان پیدا فرماتا رہے۔ آپ اور آپ کی نسلوں میں ایمان اور ایقان میں اضافہ فرماتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ جلد وہ دن دکھائے جب ہم احمدیت کی فتوحات اپنی آنکھوں سے دیکھنے والے ہوں۔ اب دعا کر لیں۔

خلافت دائمی ہوگی

خلافت کی محبت میں دلوں کو یوں فنا رکھنا
کوئی مسلک اگر رکھنا تو تسلیم و رضا رکھنا

سَمِعْنَا اور اَطَعْنَا میں چھپی روحِ خلافت ہے
یہ نکتہ بھول مت جانا اسے دِل میں بسا رکھنا

بہت سے ابتلا آئیں گے ہمت ہار مت دینا
سدا با حوصلہ رہنا سدا خوئے وفا رکھنا

خدا کے فضل و احساں سے بہاریں ان گنت آئیں
بہاریں ان گنت آئیں گی دروازہ کھلا رکھنا

یہ لعل بے بہا ہے گوہر نایاب ہے پیارو
خلافت کی حفاظت اپنی جانوں سے سوا رکھنا

اگر منصب خلافت کا کبھی قربانیاں مانگے
تو جان و مال، وقت، اولاد، ہر شئے کو فدا رکھنا

یہ راہِ عشق ہے اہلِ یقیں کی رہگذر ہے یہ
نہ دل میں وسوسہ رکھنا نہ لب پر چوں چرا رکھنا

طبیعت میں تدبر ہو، تحمل، بردباری ہو
تم اپنے نفس کے جوشوں کو غصّے کو دبا رکھنا

شہادت دو عمل سے جب بھی اقرار وفا باندھو
فقط لفظی شہادت پر نہ ہرگز اکتفا رکھنا

جو اقرار بیعت باندھا ہے یوں اس کو نبھانا ہے
جلا کر کشتیاں ساری خدا کا آسرا رکھنا

خدا کے در پہ رونا، گڑگڑانا عاجزی کرنا
کسی انسان کے آگے نہ دستِ التجا رکھنا

خدا مالک، خدا رازق، وہی ہے کارساز اپنا
نہ اس کے ماسوا اپنا کوئی حاجت روا رکھنا

تم اپنی خواہش و مرضی دبا لینا، مٹا دینا
رضائے قادرِ مطلق میں ہی اپنی رضا رکھنا

جو مخلوقِ خدا سے معاملہ کرنا پڑے تم کو
بھُلا کر اپنے سب سُود و زیاں خوفِ خدا رکھنا

تمہاری راہ میں حائل نہ ہوں کمزوریاں اپنی
سو استغفار سے دن رات ہونٹوں کو سجا رکھنا

یہ تیر بے خطا ہے، نسخۂ اکسیر ہے پیارو
خدا کے در پہ پھیلائے ہوئے دستِ دعا رکھنا

اگر تقویٰ پہ عرشی مرد و زن قائم رہے دائم
خلافت دائمی ہوگی سو خود کو پارسا رکھنا

(ارشاد عرشی ملک)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد مُلّاؤں اور ان کے سرپرستوں اور ہمنواؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔

خلافت احمدیہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے۔

مادی اور روحانی دو انقلابی نظاموں کا مخزن۔ رسالہ ’’الوصیت‘‘

(اقتباس از خطاب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث حافظ مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ نے رسالہ ’’الوصیت‘‘ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

’’حضرت مسیح موعودؑ نے رسالہ ’’الوصیت‘‘ میں دو انقلابی نظام قائم کئے ہیں۔ ایک مادی دنیا میں نظام وصیت ہے۔ جو چندہ وصیت آپ دیتے ہیں اس کے ذریعہ سے یہ نظام قائم ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی بعض تقاریر میں اس پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ مَیں اس وقت اس تفصیل میں نہیں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر سارے احمدی اپنی جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا 1/10 دینے لگیں تو ایک ایسا زمانہ آجائے گا کہ مرکز کے پاس اتنی دولت ہوگی کہ جس سے کوئی آدمی ایسا نہیں رہے گا جس کے حقوق پورے نہ ہو رہے ہوں۔ یہ عمل تو شروع ہے۔ گو ابھی ابتدا میں ہے اس میں شک نہیں۔ لیکن وہ ایک نظام ہے جس کی طرف ساری دنیا میں توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ مثلاً امریکہ جو مادی دنیا میں پھنسا ہوا ہے وہاں ہمارے احمدی دوستوں میں یہ رَو پیدا ہوگئی ہے کہ وصیت کرنی چاہئے۔ پھر ان میں یہ خیال پیدا ہوا کہ بہشتی مقبرے میں کیسے جائیں گے۔ بہشتی مقبرہ کی شاخیں ہونی چاہئیں یا کوئی ایسا انتظام ہونا چاہئے جہاں اکٹھے ہوکر دعائیں ہو جائیں۔ وہ بہشتی مقبرہ تو نہیں ہوگا لیکن بہرحال اس سے ملتی جلتی کوئی چیز ہوگی جس سے وہ مقصد پورا ہو جائے کہ جو مالی قربانیاں کرنے والے ہیں ان کے لئے دعائیں ہوتی رہیں۔ پس یہ نظام وصیت ہے جو دنیوی لحاظ سے ایک انقلابی نظام ہے۔

رسالہ ’’الوصیت‘‘ کی رو سے دوسرا نظام ایک روحانی نظام اور نہایت ہی عظیم نظام ہے اور وہ ہے نظام خلافت اور یہی جماعت احمدیہ کا مرکزی نقطہ ہے۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رسالہ ’’الوصیت‘‘ میں فرمایا ہے کہ جس قسم کی زبردست قدرت کا ہاتھ خدا تعالیٰ میری زندگی میں دکھا رہا ہے (جو لوگ آپؑ کی کتابوں کو پڑھتے ہیں وہ پھر غور سے پڑھیں بہت کم لوگ اس طرف توجہ کرتے ہیں) آپ نے فرمایا ہے کہ جس قسم کی زبردست قدرت کا ہاتھ خدا تعالیٰ میرے ذریعہ سے دکھا رہا ہے اور جس زبردست قدرت کا مَیں مظہر ہوں۔ مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ قیامت تک اس قسم کی قدرت اب تم میں نہیں آئے گی۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ مایوس ہونے کی کوئی بات نہیں۔ خدا تعالیٰ اپنی زبردست قدرت کا ایک اور ہاتھ دکھائے گا اور اسے آپ نے قدرت ثانیہ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے بعد ایسے وجود ہوں گے جو قدرت ثانیہ کے مظہر بنیں گے اور اس زبردست قدرت یعنی قدرت ثانیہ کا ظہور میرے مرنے کے معاً بعد شروع ہو جائے گا۔ اس میں کوئی فاصلہ نہیں ہوگا کہ تمہیں سو سال تک انتظار کرنا پڑے۔ دوسرے آپ نے فرمایا کہ قدرت ثانیہ کے ظہور کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ پس جب یہ قدرت ثانیہ کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہونا تو ظاہر ہے قدرت اُولیٰ تو بیچ میں نہیں آئے گی۔ اس لئے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ باتیں کھول کر بیان کر دی ہیں۔

ایک بات اور مَیں بتا دیتا ہوں۔ **حضرت مصلح موعودؓ کا یہ عقیدہ تھا اور میرا بھی یہی ہے اور مَیں سمجھتا ہوں ہمیشہ یہی رہے گا کہ خدا تعالیٰ خلافت احمدیہ کو بادشاہت نہیں دے گا اور نہ خلافت احمدیہ کو بادشاہت میں کوئی دلچسپی ہے۔ خلافت احمدیہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے قائم کی گئی ہے۔ خلافت احمدیہ اس لئے قائم کی گئی ہے کہ جو بیج حضرت مسیح و مہدی کے ذریعہ بویا گیا اس کی آبیاری کرے اور مہدی کا جو مشن تھا اس کی تکمیل کرے۔**

جیسا کہ مَیں نے ابھی رسالہ ’’الوصیت‘‘ میں سے حضرت مسیح موعودؑ کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا ہے۔ اس میں جہاں خلافت کا ذکر ہے وہیں آپ نے فرمایا ہے:

’’خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے مَیں دنیا میں بھیجا گیا۔‘‘

اور یہی مقصد ہے جس کے حصول کے لئے خلافت احمدیہ کو قائم کیا گیا ہے...... آپ **خلافت احمدیہ کے اس مرکزی نقطہ کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں اور اپنی نسلوں کو بھی اس کی اہمیت بتائیں‘‘۔**

(سبیل الرشاد حصہ دوم صفحہ 351 تا 353)

مکرم ومحترم سید عبدالحئی شاہ صاحب مرحوم پر ماہنامہ انصاراللہ کا خصوصی نمبر

مجلس انصاراللہ پاکستان مکرم ومحترم سید عبدالحی شاہ صاحب مرحوم سابق ناظر اشاعت لٹریچر وتصنیف صدر انجمن احمدیہ پاکستان پر ماہنامہ انصاراللہ کا خصوصی شمارہ نکال رہی ہے۔ براہ کرم محترم شاہ صاحب کی سیرت واخلاق اور خدمات سلسلہ وسوانح حیات کے بارہ میں اپنے تأثرات، مشاہدات، مضامین اور یادیں ارسال کر کے ممنون فرماویں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (ایڈیٹر ماہنامہ انصاراللہ پاکستان)

پتہ برائے رابطہ: دفتر ماہنامہ انصاراللہ پاکستان ربوہ۔

فیکس: 92-476-214631۔ فون: 92-476-212982 Cell:92-333-4898348

E-mail: ansaraullahpakistan@gmail.com, ahmadmirzatahir@gmail.come

---

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے بعض پاکیزہ شمائل

تحریر: مکرم مولوی ظفر محمد صاحب مولوی فاضل (مرحوم)

حضرت میاں صاحب کی صحبت میں مجھے ایک عرصے تک رہنے کا موقع ملا ہے۔ 37-1936ء میں جب ہماری جماعت کے خلاف احرار کی شورش زوروں پر تھی اور احرار کے علاوہ گورنمنٹ کے بعض اعلیٰ حکام بھی جماعت کی شدید مخالفت پر تلے ہوئے تھے انہی دنوں اس فتنہ کے مقابلہ کے شعبہ کے انچارج حضرت میاں صاحب تھے۔ اکثر اوقات دفتر ٹائم کے بعد بھی اپنے کام میں دیر تک مصروف رہتے تھے۔ انہیں یہ کبھی خیال نہیں آتا تھا کہ دفتر کب لگتا ہے اور کب بند ہوتا ہے بلکہ آپ کے پیش نظر ہمیشہ کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا اور ضروری امور کو پورے طور پر سرانجام دینا ہوتا تھا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا تھا کہ آپ دفتر تشریف لاتے اور کسی اہم دفتری ضرورت کی بنا پر آپ کو باہر جانا پڑ جاتا تھا اور دوپہر کے وقت جب کہ آپ کا کھانا دفتر میں پہنچتا اور آپ کھانا کھانے کے لئے واپس تشریف نہ لاتے یہاں تک کہ شام ہو جاتی اور پھر آپ تشریف لا کر پوچھتے کہ کیا میرا کھانا آیا تھا؟ مَیں عرض کرتا کہ جی ہاں! کھانا آیا تھا اور موجود ہے۔ آپ فرماتے اب کیا کھانا ہے۔ ایک دفعہ آپ مجھے حکم دے گئے کہ جب تک مَیں واپس نہ آؤں آپ دفتر سے باہر نہ جائیں۔ چنانچہ دوپہر تک آپ واپس تشریف نہ لائے۔ آپ کا کھانا آ گیا اور مَیں کھانا کھانے کے لئے اپنے گھر نہ جا سکا۔ اس کے بعد ظہر کا وقت ہو گیا اور حضرت میاں صاحب پھر بھی تشریف نہ لائے۔ اس پر مَیں نے آپ کا کھانا خود کھا لیا لیکن جونہی کہ مَیں کھانا کھا کر بیٹھا حضرت میاں صاحب تشریف لے آئے۔ آپ نے آتے ہی پوچھا کہ میرا کھانا آیا تھا؟ مَیں نے کہا جی ہاں! کھانا آیا تھا۔ فرمانے لگے کہاں ہے؟ مَیں نے عرض کی کہ مَیں نے کھا لیا ہے اور یہ جواب دیتے وقت میری قلبی کیفیت کا جو عالم تھا اُس کو صرف مَیں ہی جانتا ہوں۔ مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں میاں صاحب ناراض نہ ہوں۔ مَیں اسی فکر میں آپ کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگا کہ دیکھوں کیا فرماتے ہیں۔ لیکن سبحان اللہ جونہی کہ میری نگاہ آپ کے چہرہ پر پڑی مَیں نے دیکھا کہ میرے اس جواب پر کہ ’’کھانا مَیں نے کھا لیا ہے‘‘۔ آپ کے چہرے پر ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی اور نہایت محبت اور شفقت سے فرمایا: ’’آپ نے بہت اچھا کیا‘‘۔ اور یہ کلمات آپ نے اس انداز میں فرمائے کہ میرے دل پر آج تک منقوش ہیں۔

حضرت میاں صاحب کے اخلاق اور عادات اتنے شیریں اور دلکش تھے کہ ان کے ساتھ کام کرتے ہوئے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی کلفت محسوس نہ ہوتی۔ جونہی آپ تشریف لاتے نہایت پُرسکون اور شیریں لہجہ کے ساتھ بشاشت سے بات فرماتے۔ آپ کے انداز گفتگو کا جب بھی مَیں تصور کرتا ہوں تو مجھے ہمیشہ ایک واقعہ یاد آ جاتا ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ صدیق جب مکّہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے جا رہے تھے تو راستے میں انہیں ایک اُمّ معبد نامی عورت کے پاس ستانے کے لئے ٹھہرنا پڑا۔ اُس کے گھر کے افرد اپنا ریوڑ وغیرہ لے کر جنگل میں جا چکے تھے اور گھر میں ایک کمزور سی بکری کھڑی ہوئی تھی۔ اُمّ معبد سے پوچھا گیا کہ آیا کوئی دودھ ہے؟ اس نے کہا نہیں یہ بکری جو کھڑی ہے اس کے نیچے دودھ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم بکری سے دودھ دوہ لیں۔ اس نے کہا کہ بڑی خوشی سے اگر کچھ ہے تو بے شک نکال لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے اس بکری کو دوہا اور ایک اچھا بھلا برتن دودھ سے بھر لائے۔ وہ عورت یہ کیفیت دیکھ کر محو حیرت ہوگئی۔ شام کو جب اس کے گھر کے افراد واپس آئے تو اس نے ان کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جن الفاظ میں نقشہ کھینچا وہ نہایت دلکش ہے۔ منجملہ دیگر امور کے اس نے ایک بات یہ بھی کہی کہ کَاَنَّ کَلَامَہٗ خَرزَاتٌ یعنی آپ کی زبان سے موتی جھڑتے تھے۔

جب حضرت میاں صاحب گفتگو فرماتے تھے تو آپ کا انداز بھی ایسا ہی ہوتا تھا۔ حضرت میاں صاحب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی عشق تھا اور عموماً احادیث نبویہ کا بہت شوق سے مطالعہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ قادیان میں ڈاکٹر احسان الٰہی صاحب کی دکان میں ایک کرسی پر تشریف فرما تھے۔ مَیں جب وہاں سے گزرا تو مَیں نے آگے بڑھ کر حضرت میاں صاحب سے مصافحہ کیا۔ آپ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ روزانہ میرے مکان پر آ کر مجھے ترمذی شریف سنایا کریں۔ چنانچہ آپ کے اس ارشاد کے مطابق مَیں روزانہ جاتا اور کچھ وقت تک حدیث شریف سناتا رہتا۔ آپ حدیث شریف سنتے ہوئے بعض ایسے لطیف نکات بیان فرماتے تھے جو ہم نے کبھی اپنے بزرگ اساتذہ سے بھی نہ سنے تھے۔ یہ 1947ء کا واقعہ ہے۔ یہ سلسلہ کچھ روز تک جاری رہا۔ اس کے بعد مشرقی پنجاب میں فسادات ہونے لگ گئے۔ اس دوران میں مجھے ایک دن مرکز کی طرف سے حکم ملا کہ تم فلاں کام کے لئے مغربی پنجاب میں جاؤ۔ اور ادھر میری اہلیہ صاحبہ کو ایک چٹھی موصول ہوئی کہ تمہیں اپنے خاوند کے ساتھ جانے کی اجازت ہے۔ مرکز کی طرف سے مجھے پچاس روپے برائے اخراجاتِ سفر ملے لیکن یہ روپیہ اس قدر کافی نہ تھا کہ مَیں اپنی بیوی اور بچوں کو اپنے ساتھ لے جا کر انہیں مغربی پنجاب میں چھوڑ کر واپس جا سکتا۔ اس لئے رات کو مَیں دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ کوئی انتظام فرما دے۔ جب صبح ہوئی تو غالبًا آٹھ نو بجے کے قریب کسی نے ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا۔ مَیں باہر گیا تو حضرت میاں صاحب کا نوکر تھا۔ کچھ نوٹ اپنے ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ جب مَیں اس کے سامنے ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور کہا کہ یہ پچاس روپے حضرت میاں صاحب نے بھیجے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر اس سے زیادہ ضرورت ہو تو مجھ سے اور بھی منگوا لیں۔ مَیں نے وہ روپیہ لیا اور اس سے کہا کہ میری طرف سے حضرت میاں صاحب کی خدمت میں عرض کر دینا کہ ’’جزاکم اللہ۔ مجھے مزید ضرورت نہیں‘‘۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ کو میری ضرورت کا کس طرح علم ہوا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(بحوالہ روزنامہ الفضل ربوہ 11 فروری 1962ء)

نبوت اور خلافت کی حقیقت اور روحانی برکات

(خلافت اللہ تعالیٰ کا وہ انعام ہے جو نبی کی وفات کے بعد اس کی جماعت کو تسکین اور طمانیت کے لئے دیا جاتا ہے)

(تحریر: حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری (مرحوم)

جب دنیا ظلمت کدہ بن جاتی ہے اور انسانی قلوب تیرہ وتاریک ہوجاتے ہیں۔ تب اللہ تعالیٰ دنیا کو بقعۂ نور بنانے اور انسانوں کے دلوں کو منور کرنے کے لئے آفتاب حقیقت یعنی اپنے کسی برگزیدہ نبی اور رسول کو مبعوث فرماتا ہے۔ نبی کی آمد پر انسانی ہجوم میں ایک ہیجان پیدا ہوجاتا ہے۔ اور عام لوگ اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوجاتے ہیں۔ اور اس کے نور کو اپنی منہ کی پھونکوں سے بجھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ مدعیان علم اپنے علوم کے باعث مخالفت پر آمادہ ہوجاتے ہیں۔ اور دنیوی وجاہت اور خاندانی عظمت کے پرستار اپنے غرور کے باعث نبی کے وجود کے درپے آزار ہوجاتے ہیں۔ بہرحال ایک زبردست طوفان برپا ہوجاتا ہے اور ایک معرکہ حق وباطل قائم ہوتا ہے۔

آسمانی انوار کی شعاعیں مستعد قلوب تک پہنچتی ہیں اور یہاں اور وہاں ایسے روحانی انسان کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنا سب کچھ خدا کے فرستادہ کے مشن کے لئے قربان کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہیں` یہ اولین لوگ ایک خاص قربانی، ایک غیر معمولی مجاہدہ اور ایک بے مثال بصیرت کے بعد یہ قدم اٹھاتے ہیں۔ وہ یقین و وثوق سے لبریز دلوں کے ساتھ نبی کی طرف بڑھتے ہیں۔ اس کے دست حق پرست پر بیعت کرتے ہیں۔ اور اپنی آنکھوں سے آسمانی نوروں کو اترتا دیکھتے ہیں۔ بلکہ خود مہبط انوار بن جاتے ہیں۔ اس لئے وہ یقین کی ایک چٹان ہوتے ہیں جہاں پر مخالفت کی سب لہریں پاش پاش ہوجاتی ہیں اور شکوک وشبہات دھوئیں کی طرح اڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی کایا پلٹ دیتا ہے اور انہیں اپنے افضال و برکات سے غیر معمولی طور پر نوازتا ہے۔ کیونکہ وہ آئندہ بننے والے قصر روحانی کی ابتدائی بنیاد ہوتے ہیں اور انہیں کشت روحانی کی اولین پنیری ہونے کا فخر ہوتا ہے۔ وہ اطفال اللہ ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے کلام کے شیریں دودھ اور آب حیات سے نبی اپنی آغوش رحمت میں پرورش کرتا ہے۔

نبی کے لئے اللہ کی نصرت

نبی پہلے دن تنہا ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی نصرت پر اسے اتنا یقین ہوتا ہے کہ وہ اکیلا ساری دنیا سے ٹکر لینے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔ جبکہ وہ اپنے سامنے کی دنیا کے عقائد کے خلاف، اس کے رسوم ورواج کے خلاف، اس کے تمدن اور اس کی سیاست کے خلاف نئے عقائد، نئے سنن وطرق، نیا تمدن اور نیا طرز زندگی پیش کرتا ہے۔ نبی کا انتخاب کسی انسان کی مرضی یا اس کی رائے سے نہیں ہوتا حتیٰ کہ خود نبی کی اپنی رضا مندی یا مرضی کا بھی اس میں دخل نہیں ہوتا۔ بلکہ یہ انتخاب خالص خدائی انتخاب ہوتا ہے۔ اس زمانہ کے لوگ ہزار کہتے رہیں کہ یہ شخص تو نبی بننے کے اہل نہیں تھا۔ اس میں تو فلاں فلاں خامی پائی جاتی ہے۔ اس کا ملک اور اس کی بستی تو اس قابل نہ تھی کہ اس علاقے اور اس گاؤں سے کوئی فرستادہ پیدا ہو۔ غرض لوگ ہزار نکتہ چینی کرتے رہیں اور اس نبی کو ہزار مرتبہ نااہل قرار دیتے رہیں ان کی سب باتیں پرِ کاہ کے برابر وزن نہیں رکھتیں اور ان کی نکتہ چینیاں صداقت کے انتشار میں روک نہیں بن سکتیں۔

یہ انتخاب سراسر خدائی انتخاب ہوتا ہے اس لئے مشیت ایزدی اپنا کام کرتی رہتی ہے۔ اور سچے طالبان حق ایک ایک دو دو کرکے اور پھر جماعتوں کی صورت میں شمع حق کے گرد پروانہ وار جمع ہوتے جاتے ہیں۔ اور زیادہ دیر نہیں گزرتی کہ وہ مامور ربانی جو ابھی چند ماہ یا چند سال یکّہ وتنہا اس مشن کو لے کر کھڑا ہوا تھا وہ ایثار پیشہ اور جاں فروشوں کی ایک بڑی جماعت کے درمیان کھڑا دکھائی دیتا ہے جو اس کی آواز پر لبیک کہتے اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنا اپنی انتہائی سعادت یقین کرتے ہیں۔ اور اس کے پسینہ کی جگہ خون بہانا فخر جانتے ہیں۔ مقدس برگزیدہ رسول ان سے ایسا پیار کرتا ہے کہ جیسا کسی ماں نے اپنے بچہ سے نہ کیا ہوگا۔ اور وہ اپنے رسول پر اپنی جانوں کو اس طرح چھڑکتے ہیں جس پر آسمان کے فرشتے بھی تحسین و آفرین پیش کرتے ہیں۔ غرض نبی کی آمد کے ساتھ چشم فلک وہ نظارہ دیکھتی ہے جو صدیوں اس نے نہ دیکھا تھا۔

نبی کی وفات

نبی کی تربیت یافتہ جماعت اپنے عاشقانہ ولولہ اور والہانہ انداز کے ماتحت یہ تصور بھی نہیں کرتی کہ خدا کا نبی ایک دن وفات پا جائے گا اور انہیں داغ مفارقت دے جائے گا۔ لیکن نبی آخر انسان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے غیر متبدل قانون کے ماتحت آخر ایک دن اسے موت کا وہ گھونٹ پینا پڑتا ہے جو تمام آدم زادوں کے لئے ابتدا سے مقدر ہے۔ اس سانحہ ہوش ربا کے وقوع پذیر ہونے پر ایک زلزلہ پیدا ہوجاتا ہے۔ اور مومنوں کی جماعت کو یوں محسوس ہونے لگتا ہے کہ وہ بے سہارا رہ گئے ہیں۔ اور ان پر یتیمی کی حالت طاری ہوگئی ہے۔ ایسے موقعہ پر کچھ کمزور طبائع ڈگمگا جاتی ہیں اور ان سے کمزوری کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ اور دشمن بھی سر نکال لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اب یہ گلشن روحانیت تباہ وبرباد ہوجائے گا۔ اس باغ کے باغبان کی وفات کے بعد کون اس کے پودوں کی غور و پرداخت کرے گا۔ یہ اب جلدی مرجھا کر خشک ہو جائیں گے۔ دشمن ابھی اس خام خیالی میں مبتلا ہوتے ہیں کہ خداتعالیٰ کا زبردست ہاتھ نبی کی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ قدرت ثانیہ کے ذریعہ سے پریشان دلوں کو تقویت اور تمکنت عطا فرماتا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق اس جماعت میں سلسلۂ خلافت جاری فرماتا ہے۔

خلافت کی حقیقت

خلافت نیابت اور قائمقامی کو کہتے ہیں۔ اور خلافت میں ایک اقتدار پایا جاتا ہے۔ نبی اس وقت کھڑا ہوتا ہے جب بظاہر اس کے ساتھ روئے زمین پر ایک فرد بھی نہیں ہوتا۔ مگر خلیفہ اسی وقت برپا ہوتا ہے جب اس کے ساتھ نبی کی تیار کردہ پاکبازوں کی ایک منظّم جماعت ہوتی ہے۔ اس لئے خلافت کے ساتھ روز اول سے ہی مددگاروں کا حزب اللہ ہوتا ہے۔ باوجود اس اقتدار کے جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے خلافت کا کمال نیابت میں ہی ہے۔ ہاں اس نیابت کے فرائض کی ادائیگی کے لئے اقتدار بطور آلہ کے ہوتا ہے، اصل مقصود نہیں ہوتا۔ اصل مقصود خلافت سے ان روحانی انوار اور آسمانی کرنوں کو دیرپا اور وسیع تر بنانا ہوتا ہے جو نبی کے وجود باجُود کے ذریعہ ظاہر ہوتی ہیں۔ اگر سلسلہ خلافت نہ ہوتا تو نبی کی موت دین اور اس کے مشن کی موت ہوتی۔ مگر اللہ تعالیٰ کبھی ایسا نہیں کرتا۔ ایسا کرنا اس کی حکمت کے خلاف ہے۔ نبی صرف جسمانی طور پر وفات پاتا یا اس جہان سے انتقال کرتا ہے، روحانی طور پر اس کی برکات جاری وساری رہتی ہیں اور اس کے مشن کی نمائندگی کرنے والے خلفاء ہوتے ہیں۔ یوں تو نبی کی جماعت کا ہر فرد اپنے اپنے رنگ میں ان انوار کا حامل ہوتا ہے جو نبی کے ذریعہ سے دنیا پر ظاہر ہوئے تھے۔ لیکن جب نبی کی وفات کے وقت مومنوں کے گداز دل اکٹھے ہوکر امر الٰہی کے ماتحت جماعت کے نظام کو قائم رکھنے اور نبی کے دین کے نفاذ اور اس کی پوری قائمقامی کے لئے اپنے میں سے سب سے زیادہ پارسا اور متقی وجود کو منتخب کرتے ہیں تو اس انتخاب کو آسمانی تائید حاصل ہوتی ہے۔ اور خداتعالیٰ مومنوں کے دلوں پر خود القاء فرماتا ہے اور وہ ایسے وجود کو منتخب کرتے ہیں جو اپنے وقت میں نبی کی سب سے بڑھ کر نیابت کرنے والا ہوتا ہے۔ اسے اسی لئے خلیفہ کہا جاتا ہے کہ وہ نبی کی روشنی کو زیادہ سے زیادہ وسیع علاقے میں پھیلاتا ہے۔ اور دشمنان دین کے سامنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی طرح سینہ سپر ہوتا ہے جس طرح نبی ہوتا ہے۔ وہ خدائی احکام کے نافذ کرنے کے لئے اس طرح غیرت مند ہوتا ہے جس طرح نبی ہوتا ہے۔ غرض تمام روحانی اور انتظامی کیفیات میں خلافت نبوت کا پرتَو ہوتی ہے اور خلیفہ نبی کا جانشین۔

نبی اور خلیفہ کا مقام

نبی خدا کا مامور ہوتا ہے۔ خلیفہ مامور نہیں ہوتا۔ نبی کا انتخاب براہ راست خدائی انتخاب ہوتا ہے۔ اور خلیفہ کا انتخاب مومنوں کے واسطہ سے خدائی انتخاب ہوتا ہے۔ نبی آغاز میں اکیلا کھڑا ہوتا ہے۔ خلیفہ کے ساتھ پہلے دن سے ہی مومنوں کی جماعت ہوتی ہے۔ نبی اپنی عظیم ذمہ داریوں کے باعث اصل اور بنیاد ہوتا ہے۔ خلیفہ اپنے وسیع فرائض کے مطابق نبی کے مشن کی تکمیل کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ جس طرح انبیاء علیہم السلام کی خارق عادت نصرت فرماتا ہے اسی طرح خلفاء کو بھی اللہ تعالیٰ کی خاص تائید حاصل ہوتی ہے اور وہ اس کی نصرتوں کے مؤید ہوتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ نبوت اور خلافت اللہ تعالیٰ کے دینی نظام کے دو لازم و ملزوم شعبے ہیں۔ خدائی بادشاہت کی دو تجلّیاں ہیں اور روحانی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ جو لوگ نبوت کا انکار کرتے ہیں وہ خلافت کی نعمت سے بھی بے بہرہ رہتے ہیں۔ اور جو لوگ خلافت کے منکر ہوتے ہیں وہ نبوت کے روحانی ثمرات سے بھی محروم اور آسمانی بادشاہت کی عظیم تجلی سے بھی بے نصیب رہ جاتے ہیں۔ محض اقتدار نہ کبھی نبوت کا نصب العین ہوا ہے اور نہ خلافت کا مطلوب قرار پایا ہے۔ درحقیقت یہ دونوں نعمتیں خالص آسمانی اور روحانی ہیں۔ البتہ جب جب اور جس جس قدر اقتدار نبوت کو حاصل ہوا یا خلافت کے شامل حال ہوا تو اسے ہمیشہ روحانی زندگی کے استوار کرنے اور دین کی بنیادوں کو مستحکم کرنے کے لئے استعمال کیا گیا۔ اور یہی وہ نقطہ ہے جہاں پر آخر خلافت عام حکومت یا مطلق خلافت سے ممتاز نظر آتی ہے۔

خلافت کو دائمی بنانے کا طریق

پس خلافت اللہ تعالیٰ ہی کا وہ انعام ہے جو نبی کی جماعت کو نبی کی وفات کے صدمہ پر ان کے دلوں کی تسکین اور طمانیت کے لئے دیا جاتا ہے۔ دین کی اشاعت کا اسے ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ اور اہل ایمان کی شیرازہ بندی کا اسے وسیلہ ٹھہرایا جاتا ہے۔ اس نعمت کی قدر کرنا اور اسے دیرپا اور دائمی بنانا مومنوں کا فرض ہے۔ خدائی قانون یہی ہے کہ جس نعمت کی قدر کی جائے، اس کا شکریہ ادا کیا جائے اللہ تعالیٰ اسے لمبا کرتا ہے اور اسے وسیع تر بناتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضلوں میں سے ایک بہت بڑا افضل یہ ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ کو نعمت خلافت سے نوازا ہے اور ہمیں اس کی برکات سے بہرہ ور فرمایا ہے۔ ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس احسان کو ہمیشہ یاد رکھیں اور اس کی قدر کریں اور اس کی روحانی برکات سے کامل طور پر مستفید اور متمتع ہوں۔

(روزنامہ الفضل 26 مئی 1959ء)

R & R
CAR SERVICES LTD
Abdul Rashid
Diesel & Petrol Car Specialist
Unit-15 Summerstown, SW17 0BQ
Tel: 020 8877 9336
Mob: 07782333760

قائم شدہ 1952
خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

کچھ یادیں کچھ باتیں

ماہنامہ ''انصاراللہ'' ربوہ اکتوبر 2009ء میں محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب کی حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ سے متعلق بعض ایسی باتیں شامل اشاعت ہیں جو خاندان کے بزرگوں کی بیان کی ہوئی ہیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے ان خیالات کا اظہار ربوہ میں ایک خصوصی تقریب میں کیا۔

آپ نے فرمایا کہ میرے والد مرزا عزیز احمد صاحبؓ اپنی سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں سیالکوٹ میں تعینات رہے۔ اُن سے قبل میرے دادا حضرت مرزا سلطان احمد صاحب بھی وہاں سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں مقیم رہے تھے اور اُن سے بھی بہت عرصہ قبل 1864ء سے 1868ء تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی سرکاری ملازمت کے سلسلہ میں سیالکوٹ میں مقیم رہے۔ میرے والد صاحب بتاتے تھے کہ جب سیالکوٹ سے اُن کی تبدیلی ہوئی تو وہاں سے روانگی کے وقت ایک آدمی جو میرا واقف بھی نہ تھا میرے پاس آیا۔ اُس نے مٹی کے بنے ہوئے دو گلدان مجھے دیئے اور کہنے لگا کہ یہ میں اپنی خوشنودی کے سرٹیفیکیٹ کے طور پر دے رہا ہوں۔ میں نے آپ کے دادا کو کچہری میں کام کرتے دیکھا اور پھر آپ کے والد کو اور اب آپ کو۔ اور مجھے خوشی ہے کہ جس دیانت اور محنت سے بڑے مرزا صاحب نے اپنے فرائض سرانجام دیئے تھے اُسی محنت اور دیانت سے آپ کے والد اور آپ نے کام کیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کئی مرتبہ اپنی کتب میں ذکر فرمایا ہے کہ یہ سرکاری ملازمت حضورؑ کی طبیعت کے خلاف تھی اور حضورؑ نے صرف اپنے والد ماجد کے حکم کی تعمیل میں یہ نوکری کی تھی۔ مگر اس کے باوجود آپ نے حکومت اور مخلوق خدا کے حقوق و فرائض ایسی عمدگی سے ادا کئے کہ تقریباً ساٹھ سال کا لمبا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس شخص پر اتنا اثر تھا کہ اُس نے اس کا اظہار کرنا ضروری خیال کیا۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ نے حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی زندگی کے حالات پر مشتمل کتاب ''مرقات الیقین فی حیات نورالدین'' پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ ''اس کتاب میں ناظرین کو بیسیوں ایسی باتیں ملیں گی جو بڑے بڑے حکیموں اور فلاسفروں کے حصہ میں بھی بمشکل آئی ہیں''۔

پھر لکھتے ہیں کہ آپؓ کی پاک طبیعت بناوٹ، تصنّع، فریب دہی، خوشآمد، جاہ طلبی، خودغرضی اور خودپسندی سے نفرت کرتی ہے۔ احسان پروری کی کوئی حد نہیں لیکن احسان فراموشی اور احسان خواہی سے کوسوں دُور ہے اور یہ بات کسی نمائش کے طور پر نہیں بلکہ طبیعت ہی ایسی واقعہ ہوئی ہے کہ نہیں پسند کرتے کہ کوئی دوسرا میری خاطر کیوں تکلیف اُٹھائے۔ حضرت مولوی صاحب نے ایک دفعہ مجھے خط لکھا کہ:

''مکرم معظم مرزا یہ کتاب خاکسار نے مرزا محمود احمد سے لے کر کسی مُلّا کو دی اُس نے وہ غیر ناقص کتاب گم کردی اب مجھے محمود احمد سے حجاب آتا ہے ان کی کتاب کیوں گم ہوئی۔ لکھنؤ، کانپور دہلی میں بہت جستجو کی مگر عمدہ بے نقص کتاب نہیں ملی۔ بہاولپور میں شاید اس کا نسخہ مل سکے۔ 10 روپے تک میں دے سکتا ہوں آپ لاہور میں سید نادر شاہ کیور باسٹنید سے پتہ لگائیں کتاب بے نقص مل جائے نورالدین''۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب لکھتے ہیں کہ جس کتاب کا رقعہ میں ذکر ہے وہ حجم میں 14 صفحے کی ہے اور ایک آنے حد دو آنے سے اُس کی قیمت زیادہ نہیں جس کے بدلہ میں مولوی صاحب دس روپے تک میں خرید لینا چاہتے ہیں تاکہ میاں محمود احمد صاحب کو واپس دی جائے۔ اللہ اللہ کیسی غیرت پسند کیسی پُرحق کیسی خیرہ جُو طبیعت واقع ہوئی ہے۔

خاکسار نے کئی بار اپنے والد مرزا عزیز احمد صاحب سے سنا ہے کہ ایک بار ہماری دادی جو ہمارے چچا مرزا رشید احمد صاحب کی حقیقی والدہ تھیں بیمار ہوگئیں۔ رات بارہ ایک بجے کا وقت تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل تشریف لائے۔ جب مریضہ کو دیکھنے کے بعد واپس تشریف لے جارہے تھے تو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ میں بہت شرمندہ ہوں کہ آپ کو بے وقت تکلیف دی۔ یہ سُن کر حضرت خلیفہ اوّل نے مرزا سلطان احمد صاحب کی گردن میں بازو ڈال کر اُن کو اپنے قریب کیا اور فرمایا مجھے تکلیف کیسے ہوسکتی ہے میں تو مرزا (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کے غلاموں کے غلاموں کا بھی غلام ہوں۔ یاد رہے کہ آپؓ نے یہ بات اُس وقت کہی تھی جب مرزا سلطان احمد صاحب ابھی جماعت میں داخل بھی نہیں ہوئے تھے۔

حضرت خلیفہ اوّلؓ کے حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ عشق کے حوالہ سے حضرت نواب مبارکہ بیگمؓ بیان فرمایا کرتی تھیں کہ میرا بچپن ان کی گود میں کھیل کر گزرا اور بچپن سے ان سے پڑھنا شروع کیا۔ روز کا آنا جانا تھا گویا ایک ہی گھر تھا...... بلا مبالغہ قریباً روز ہی بڑے پیار سے فرماتے تھے کہ یہ اولاد اور یہ عبدالحیٔ جو میری بڑھاپے کی نرینہ اولاد ہے یہ بھی تم لوگوں سے زیادہ مجھے پیارے نہیں۔ ہم سب کے لئے مجموعی طور پر بھی ایسے الفاظ استعمال فرماتے اور اکثر بہت زور دے کر فرماتے کہ ''محمود سے زیادہ یہ اولاد مجھے پیاری نہیں ہے''۔ سالوں تک میں نے اس بات کو بتکرار سنا ہے۔

آپ کے صاحبزادے میاں عبدالسلام مرحوم چھوٹے تھے۔ میں جب پڑھنے کو روز صبح جاتی تو اُن کے لئے بادام اخروٹ وغیرہ لے جاتی اور جیسا کہ بچوں کے کھیل ہوتے ہیں پہلے پوچھتی کہ بتاؤ عبدالسلام تم کتنے اخروٹ کے نوکر ہو؟ وہ روز جواب دیتے دو اخروٹ کا نوکر ہوں۔ ایک دن میاں عبدالحیٔ مرحوم نے غصہ سے کہا کہ 'عبدالسلام نوکر کیوں کہتے ہو؟ تم کوئی نوکر ہو؟ کہہ دو میں نوکر نہیں ہوں'۔ اندر کمرہ میں حضرت خلیفہ اوّل سن رہے تھے نہایت جوش سے کڑک کر فرمایا: ''عبدالحیٔ یہ کیا کہا تم نے! یہ نوکر ہے۔'' اور فرمایا: ''عبدالسلام اندر آؤ''۔ ہم دونوں اندر چلے گئے۔ فرمایا: کہو میرے سامنے 'میں نوکر ہوں'۔ بچہ نے دہرا دیا۔ اس جذبہ کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں جو حضرت خلیفہ اوّلؓ کی طبیعت سے واقف ہوں۔ وہ کوہ وقار تھے غیور تھے خوددار تھے ان کا سر کبھی کسی کے سامنے نہ جھکا تھا۔ جھکا تو اپنے محبوب آقا کے سامنے۔ اور اسی عشق کامل کا نتیجہ تھا کہ ان کی ایک کم عمر لڑکی جو اُن کی شاگرد بھی تھی اس کے لئے بھی اپنے پیارے لڑکے کا اتنا کہنا کہ 'کہو میں نوکر نہیں ہوں' سخت ناگوار گزرا۔ آپؓ کے چہرہ پر ایسا اثر تھا کہ صرف غصہ اور ناگواری نہیں بلکہ بہت صدمہ گزرا ہے۔ حالانکہ جیسا وہ والدین کی مانند بے انتہا لاڈ پیار مجھ سے کرتے تھے۔ بے تکلّف تھے ان کا حق تھا وہ بآسانی مجھے سمجھا سکتے تھے کہ بچہ سے ایسا نہیں کہلواتے، ذلیل ہوجاتا ہے، عزت نفس نہیں رہتی، تم اس کو جو چاہو ویسے ہی دیدیا کرو۔ اور مجھے بھی آپؓ کا روکنا ذرا بھی بُرا معلوم نہ ہوتا کیونکہ ان کی محبت کا پلڑا بہت بھاری تھا۔ مگر انہوں نے اپنے طبعی وقار کے خلاف صرف اپنے خاص جذبہ عشق و محبت کے تحت اُلٹا بچہ سے سامنے کہلوایا کہ 'میں نوکر ہوں'۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نیستی اور فنا کے اس مقام پر فائز تھے جس پر فائز ہونے والا اپنی ذات، اپنی انا، اپنے احوال اور اپنے عزیزوں سب کو اپنے ربّ کے قدموں پر نثار کرکے صرف خدا کا ہو جاتا ہے۔ اس سلسلے میں خالو مسعود جو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے صاحبزادہ تھے یہ واقعہ سنایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ مسجد مبارک میں نماز کی ادائیگی کے بعد حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ اصحاب کو، جن میں حضرت حکیم نورالدین صاحبؓ اور حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ بھی شامل تھے، فرمایا کہ وہ حضور کا انتظار کریں پھر اکٹھے سید محمد علی شاہ صاحب کے بیٹے کے ختنہ کی دعوت میں چلیں گے۔ یہ کہہ کر حضورؑ گھر تشریف لے گئے۔ حضرت نواب صاحبؓ نے حضرت مولوی صاحبؓ سے عرض کی کہ مولوی صاحب! یہ سب رسمیں وغیرہ چھوڑنے کے لئے ہی تو مَیں مالیرکوٹلہ سے قادیان آیا تھا۔ اب اگر یہاں بھی ان رسوم میں شامل ہونا ہے تو ......۔ اس پر حضرت مولوی صاحب نے نواب صاحب کی پشت پر تھپکی دیتے ہوئے فرمایا: محمد علی خان! مرزا کے نزدیک مَیں اور تم بھی مؤلفۃ القلوب میں شامل ہیں۔ یعنی ختنہ کی اس دعوت میں جانا دراصل تالیف قلب کے لئے ہے۔

مکرم سید محمد علی شاہ صاحب قادیان کے قدیمی باشندہ تھے اور حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ ان کے دیرینہ تعلقات تھے۔ حضورؑ دعویٰ سے قبل جب جائیداد کے مقدمات کے سلسلہ میں لاہور جاتے تھے تو اِن کے پاس ٹھہرتے تھے۔ حضورؑ صحابہ کرام سمیت ان کے بیٹے کی ختنہ کی دعوت میں کیوں شریک ہوئے، اس پر حضرت مصلح موعودؓ کی اس روایت سے روشنی پڑتی ہے کہ سید محمد علی شاہ صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کرلی تھی لیکن حضورؑ نے بعض مصالح کے پیش نظر ان کو بیعت کے اظہار سے روک دیا تھا۔ چنانچہ حضورؑ کی وفات کے بعد انہوں نے اپنی بیعت کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی خدمت میں عرض کیا تو انہوں نے اظہارِ بیعت کی اجازت عطا فرمائی۔

ہماری دادی، صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب کی حقیقی والدہ، حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے زمانۂ خلافت میں بیعت کرنے کے ارادہ سے حضورؓ کے گھر تشریف لے گئیں۔ حضورؓ گھر میں مستورات کے لئے درس بھی دیتے تھے۔ بیعت کے بعد درس میں شامل ہوئیں۔ حضورؓ درس دینے کے بعد اندر چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد کسی کام سے صحن میں تشریف لائے تو اُن کو وہاں بیٹھے دیکھا۔ حضورؓ فرمانے لگے: بی بی! گھر آپ کا ہی ہے، آپ جب تک چاہیں یہاں بیٹھیں، لیکن یہ بتائیں کہ کیا بات ہے آپ کیوں اس طرح بیٹھی ہیں؟ انہوں نے عرض کی کہ حضور میں نے بیعت کرلی ہے اور پھوپھی جی (مراد حضرت مرزا غلام قادر صاحب کی بیوہ جو جماعت میں تائی کے لفظ سے جانی پہچانی جاتی ہیں) احمدیوں کی سخت دشمن ہیں وہ تو مجھے گھر سے نکال دیں گی۔ حضورؓ نے فرمایا: بی بی! آپ گھر جائیں وہ آپ کو کچھ نہیں کہیں گی۔ وہ کہتی تھیں کہ میں ڈرتے ڈرتے اور بہت گھبراتے ہوئے گھر واپس آئی لیکن جس طرح حضورؓ نے فرمایا تھا پھوپھی جی بالکل خاموش رہیں اور بیعت کے بارہ میں ایک لفظ بھی نہ کہا۔

ہماری یہ دادی مرزا امام دین صاحب جو حضرت مسیح موعودؑ کے چچازاد تھے اور سخت معاند تھے، کی بیٹی تھیں۔ خدا کی قدرت ہے کہ ایسے معاند کی بیٹی نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کے ہاتھ پر بیعت کرکے حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی گواہی دی بلکہ ایمان میں اس قدر ترقی کی کہ صاحب کشف و رؤیا اور الہام ہوئیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ایک جگہ آپ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ عورتوں میں اتنی صاحب الہام اور کشف کم ہی ہوئی ہیں۔

میرے والد (حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ) کہتے ہیں کہ ایک بار مجھے پیشاب جلن کے ساتھ آنے کی تکلیف ہوگئی۔ مَیں حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تکلیف بتا کر دوائی کے لئے عرض کیا۔ حضورؓ نے میری بات سن کر ایک کاغذ پر مجھے نسخہ لکھ کر عنائت فرمایا۔ جب میں نے دیکھا تو اُس میں نیم اُبلا ہوا اُنڈہ کھانے کا بھی لکھا ہوا تھا۔ میری بیوقوفی کہ مَیں نے عرض کیا کہ حضور اس بیماری میں گرم چیز تو نہیں کھانی چاہیے اور آپ نے اس میں انڈہ لکھا ہے جو گرم ہوتا ہے۔ میرے اس کہنے پر حضورؓ نے نسخہ میرے ہاتھ سے لے کر پھاڑ دیا اور فرمانے لگے نہ تم حکیم نہ تمہارا باپ حکیم نہ تمہارا دادا حکیم ہاں تمہارے پڑدادا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 22 مئی 2009ء میں شامل اشاعت مکرم عبدالحمید خان شوق صاحب کے کلام میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

خلافت باعث صد جلوہ ہائے نور یزدانی
خلافت سرّ شان و شوکتِ آیات قرآنی
خلافت رحمت حق مظہر صد لطفِ ایمانی
خلافت آفتاب و نیر ملت کی تابانی
خلافت ظلمتِ کفر و ضلالت کے لئے مشعل
خلافت نعرۂ حق نغمۂ توحید ربانی
خلافت کی ردائے نور چھینے کوئی ناممکن
خدا خود کررہا ہے جس خلافت کی نگہبانی

یعنی حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب بہت بڑے حکیم تھے لیکن ”پڑپیاتے ساک گیا“۔ نیز فرمایا ہم نے تمہارے دادا کی حکیم سمجھ کر بیعت نہیں کی۔ آخر میرے بار بار عرض کرنے پر دوبارہ وہی نسخہ لکھ دیا۔

میرے والد انٹرنس کرنے کے بعد علیگڑھ کالج میں داخل ہوئے جہاں اَور بھی کئی احمدی طالب علم موجود تھے۔ ایک موقعہ پر حضرت خلیفہ اولؓ نے علیگڑھ کے احمدی طلباء کو اُن کی ذمہ داریوں کے بارہ میں توجہ دلاتے ہوئے ایک خط لکھا تھا جس میں فرمایا:

”نورالدین کی طرف سے بگرامی خدمت عزیزان مرزا عزیز احمد، میاں فقیر اللہ، خیرالدین، سردار خان، مولوی عبدالقادر، شیر محمد، بدرالحسن، محمود صاحب، عمر حیات، علاؤالدین۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے پیارو جہاں تم ہو۔ وہ بڑے بڑے امتحانوں کی جگہ ہے وہاں بی۔اے، ایف۔اے کے ساتھ کیمرج، آکسفورڈ کی ہوا بھی چلتی ہے اور ہم لوگ وادی غیر زرع کی ہوا کے گرویدہ ہیں اور اس کے دلدادہ۔ ذرا ہمت سے کام لو...... فازفوزاً عظیمًا کا گروہ بنو۔ آمین یارب العالمین

نورالدین 19/جنوری 1910ء“

علیگڑھ سے B.A. کرکے اباجان M.A. اکنامکس کرنے کے لئے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ آپ بتاتے تھے کہ بعض وجوہ سے میری توجہ پڑھائی کی طرف کم ہوگئی تھی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مَیں کالج کے امتحانات میں عموماً فیل ہوجاتا تھا۔ جب یونیورسٹی کے امتحان نزدیک آئے تو میری تیاری کچھ بھی نہ تھی، امتحان میں چند روز باقی تھے۔ ایک رات پڑھتے پڑھتے مجھے دیر ہوگئی۔ سونے سے پہلے مجھے خیال آیا کہ وقت تو تہجد کا ہو ہی گیا ہے تہجد ہی پڑھ لیتا ہوں۔ وضو کرکے میں نماز پڑھنے لگ گیا۔ سجدہ میں میرے دل میں خیال آیا کہ امتحان میں اوّل آنے کی دعا کیوں نہ مانگوں۔ مَیں نے دعا کی کہ یااللہ مجھے یونیورسٹی کے امتحان میں اوّل نمبر پر پاس کردے۔ یہ دعا میری پڑھائی کی حالت کے پیشِ نظر ایسی عجیب تھی کہ نماز میں ہی میری ہنسی نکل گئی۔ خیر میں نماز مکمل کرکے سوگیا۔ رات مَیں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل تشریف فرما ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ تم یونیورسٹی میں اوّل نمبر پر پاس ہوگے۔ مزید یہ فرمایا کہ تہجد کی نماز سے تمہارے بڑے بڑے کام ہوں گے۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔

امتحان سے فارغ ہونے کے بعد مَیں قادیان گیا تو حضورؓ کی خدمت میں اپنی خواب سنا کر دعا کے لئے عرض کیا۔ حضورؓ نے فرمایا: تم یقیناً یونیورسٹی میں اوّل نمبر پر پاس ہوگے۔ چونکہ مَیں اپنی تعلیمی حالت اور تیاری سے اچھی طرح واقف تھا اور جو پرچے میں نے دیئے تھے اُن کا بھی مجھے علم تھا اس لئے مَیں نے عرض کیا کہ حضور یہ بات تو ناممکن ہے۔ حضور فرمانے لگے: چلو شرط لگاتے ہیں۔ مَیں نے عرض کیا شرط تو حضور فرماتے ہیں جائز نہیں۔ فرمانے لگے: ہم جائز شرط لگائیں گے اگر تم اوّل آگئے تو پچاس روپے یتامیٰ کی امداد کے لئے دینا اور اگر تم اوّل نہ آسکے تو میں تمہیں پچاس روپے دیدوں گا۔

اباجان بتاتے تھے کہ اُن دنوں نتائج امتحان کے چند روز کے بعد ہی آجاتے تھے۔ اُسی روز یا اُس سے اگلے روز میاں شیخ محمد صاحب جوڑا کیا تھے مجھے بازار میں ملے اور اونچی آواز میں مبارکباد دیتے ہوئے کہا تم اوّل آئے ہو۔ پھر میرے دوستوں کی پندرہ بیس مبارکباد کی تاریں مجھے دیں۔ چونکہ نتیجہ میری توقع اور میری امتحان کی تیاری کے بالکل خلاف تھا اس لئے مجھے شبہ ہوا کہ دوستوں نے مجھ سے مذاق کیا ہے اور صحیح صورتحال پتہ کرنے کے لئے مَیں خود لاہور گیا۔ وہاں جاکر معلوم ہوا کہ یہی نتیجہ ہے۔ مَیں قادیان واپس آیا اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر اطلاع دی جس پر حضور نے فرمایا: میاں ہم نے تمہیں پہلے ہی بتادیا تھا۔

اباجان یہ بھی بتاتے تھے کہ حضور کی دوسری بات کہ تہجد سے تمہارے بڑے بڑے کام ہونگے کو بھی مَیں نے اپنی زندگی میں آزمایا اور جب بھی مَیں نے کسی امر کے متعلق تہجد میں دعا کی اللہ نے میرا وہ کام کرہی دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک چچا زاد مرزا امام دین صاحب اسلام کے شدید مخالف تھے اور اسلامی احکام کا مذاق اُڑانا اُن کا معمول تھا۔ ان کے چھوٹے بھائی مرزا نظام دین صاحب بھی بڑے بھائی کے ساتھ مل کر مخالفت پر کمربستہ رہتے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سے میں نے یہ بات کئی مرتبہ سُنی ہے کہ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد حضورؑ کی پیشگوئی کے مطابق طاعون کے نتیجہ میں مرزا نظام دین صاحب کے گھر میں بہت سی اموات ہوئیں۔ آخرکار گھبراکر وہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روتے ہوئے عرض کی کہ مولوی صاحب! بھائی صاحب یعنی مرزا امام دین صاحب مخالفت کرتے تھے اور مجھے اُن کا ساتھ دینا پڑتا تھا۔ اب تو مَیں مخالفت نہیں کرتا۔ یہ عرض کرکے زارزار رونے لگ گئے۔ اُن کی حالت اور رونا دیکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ بھی روپڑے اور بھرّائی ہوئی آواز میں فرمانے لگے: مرزا صاحب! مَیں خدا کی تقدیر کو تو نہیں بدل سکتا۔

حضرت خلیفہ اولؓ کا یہ فرمان مخالفین صداقت کے ساتھ ہونے والے سلوک پر روشنی ڈالتا ہے۔ لیکن مرزا امام دین صاحب اور مرزا نظام دین صاحب کی مخالفت اور دشمنی کا خدا تعالیٰ نے ان سے عجیب رنگ میں انتقام لیا۔ چنانچہ صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب کی والدہ (جو ہماری دوسری دادی ہیں) مرزا امام دین صاحب کی بیٹی تھیں۔ وہ اپنے خاوند حضرت مرزا سلطان احمد صاحب سے تقریباً بیس سال قبل حضرت خلیفہ اولؓ کے ہاتھ پر بیعت کرکے احمدی ہوئیں۔ اور مرزا نظام دین صاحب کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو کہلا بھیجا کہ میرے بعد میرے بیٹے مرزا گل محمد کا خیال رکھیں۔ اس پر حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ یاد رکھیں سانپ کا بچہ سنپولیا ہی ہوتا ہے۔ لیکن حضورؓ کے حسن سلوک نے مرزا گل محمد صاحب پر ایسا اثر کیا کہ وہ نہ صرف احمدی ہوگئے بلکہ جماعت اور حضورؓ کے ساتھ انہوں نے وفا اور فرمانبرداری کا ایسا تعلق قائم کیا کہ جو قابل تحسین ہے۔

گویا دونوں انتہائی شدید مخالفین کی اولاد بیعت کرکے حضرت مسیح موعودؑ کی روحانی اولاد میں شامل ہوگئی۔ بلکہ ہماری دادی بیعت کرنے کے بعد اپنی جن پھوپھی کی وجہ سے گھر جانے سے ڈر رہی تھیں اور جو مرزا امام دین صاحب اور مرزا نظام دین صاحب کی بڑی بہن اور حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے بھائی حضرت مرزا غلام قادر صاحب کی بیگم تھیں اور حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں حضورؑ کی سخت مخالف اور دشمن تھیں وہ بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرکے احمدی ہوگئیں اور اس طرح حضورؑ کا یہ الہام پورا ہوا: ”تائی آئی“۔ کیونکہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تائی تھیں۔

میرے نانا حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جب حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ بیمار تھے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے میری یہ ڈیوٹی لگائی کہ جب حضورؑ آپؓ کو دیکھنے تشریف لے جائیں تو میں آپؓ کے ساتھ جایا کروں۔ ایک دن حضرت مولوی صاحب کی طبیعت کچھ زیادہ ناساز تھی۔ حضورؑ آپؓ کو دیکھنے کے بعد واپس اپنے مکان میں تشریف لائے تو ایک الماری میں سے کچھ دوائیں نکالیں اور حضرت اماّں جان کے دالان میں زمین پر بیٹھ گئے اور ان دواؤں میں سے کچھ دوائیں پڑیہ بنانے کے لئے نکالنے لگے۔ حضورؑ کی فکرمندی کو دیکھ کر حضرت اماں جان بھی آکر حضورؑ کے پاس بیٹھ گئیں اور جیسے کوئی کسی کو تسلّی دیتا ہے اس طرح سے حضورؑ سے کلام کرنا شروع کردیا کہ جماعت کے بڑے بڑے عالم فوت ہورہے ہیں۔ مولوی برہان الدین صاحب فوت ہوگئے مولوی عبدالکریم صاحب فوت ہوگئے، اب مولوی صاحب بھی بیمار ہوگئے ہیں خدا تعالیٰ مولوی صاحب کو صحت دے۔ یہ باتیں سن کر حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ”یہ شخص ہزار عبدالکریم کے برابر ہے“۔

اس فقرہ میں جس عبدالکریم کا ذکر ہے وہ کوئی عام احمدی نہ تھا بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کا ایک نہایت قریبی مرید تھا جس کے وصال پر حضورؑ نے فارسی میں ایک نظم تحریر کی جس میں یہ بھی فرمایا کہ:

”عبدالکریم کی خوبیاں کیونکر گنی جاسکتی ہیں جس نے شجاعت کے ساتھ صراط مستقیم پر جان دی۔

اگرچہ آسمان نیکوں کی جماعت بکثرت لاتا رہتا ہے مگر ایسا شفاف اور قیمتی موتی ماں بہت کم جنا کرتی ہے۔“

یہ خدا کے پاک مسیح کے حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کے بارہ میں جذبات تھے جبکہ خدا نے اپنی وحی میں آپؓ کا نام لے کر آپؓ کو مسلمانوں کا لیڈر قرار دیا تھا۔ حضرت مولوی صاحبؓ کے اس مقام اور مرتبہ کو ذہن میں رکھ کر پھر حضورؑ کے اس فقرہ پر غور کریں اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ کے مقام کا اندازہ کریں کہ ”یہ شخص ہزار عبدالکریم کے برابر ہے“

❀ ❀ ❀ ❀ ❀

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ 16/اپریل 2009ء میں شائع ہونے والے مکرم عطاء المجیب راشد صاحب کے منظوم کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

نورِ ایمان سے دنیا میں سویرا کر دے
دورِ مسرور میں یا ربّ یہ کرشمہ کر دے
وہ جسے تو نے چنا دیں کی امامت کے لئے
اس کی تدبیر کو تقدیر سے یکجا کر دے
جس سے وابستہ ہے ایمان کی عظمت مولیٰ
اس کی عظمت کو نشانوں سے ہویدا کر دے
جس کے ہر کام میں ہے نصرتِ باری کی جھلک
اس کے قدموں کو تو ہمدوشِ ثریا کر دے
روزِ روشن میں بھی جن آنکھوں میں کچھ نور نہیں
اپنی رحمت سے خدایا انہیں بینا کر دے

قبولیت دعا کے چند نظارے

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ 30/اکتوبر 2009ء میں شامل اشاعت ایک مضمون میں مکرم ڈاکٹر عبدالوحید صاحب کے قلم سے چند ایسے واقعات شامل اشاعت ہیں جن میں خلیفۂ وقت کی دعاؤں کی قبولیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ 1999ء میں خاکسار بینن کے شہر پورتونو میں متعین تھا۔ ایک سات ماہ کا بچہ رات ڈیڑھ بجے ہسپتال لایا گیا۔ اس کو تشنج کی بیماری تھی اور قریباً دو گھنٹے سے جھٹکے لگ رہے تھے۔ اس کی والدہ نے کہا کہ یہ بچہ آٹھ سال بعد پیدا ہوا ہے ڈاکٹر صاحب اسے بچالیں۔ مَیں نے کہا کہ یہ خدا کا کام ہے۔ بچہ کو سنبھالنے کے ساتھ ساتھ خاکسار بھی دعا کرنے لگا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کو خط میں دعا کے لئے عرض کیا۔ صبح پانچ بجے گھر جاکر جب آٹھ بجے دوبارہ واپس آیا اور جلدی سے بچے کے بستر کی طرف گیا تو دیکھا کہ بستر خالی تھا۔ سٹاف نے بتایا کہ بچہ ٹھیک ہے اور دودھ پی رہا ہے۔ آٹھ روز بعد اللہ تعالیٰ نے اُس بچہ کو مکمل طور پر شفا دیدی۔

خاکسار ہر ہفتہ اُن مریضوں کی فہرست تیار کرکے دعا کے لئے حضورؒ کی خدمت میں بھجواتا جو بہت زیادہ بیمار ہوتے یا اُن کے آپریشن کئے گئے ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے 95 فیصد مریض غیرمعمولی طور پر صحت یاب ہوجاتے۔

خاکسار کا بیٹا عبدالواسع ایک بار اتنا بیمار ہوا کہ چند دن ہسپتال میں داخل رہنے کے بعد ڈاکٹروں نے جواب دیدیا۔ میری اہلیہ رونے لگی، دوسرا بیٹا بھی رونے لگا اور مَیں نے انتہائی کرب کی حالت میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں دعا کے لئے خط تحریر کرنا شروع کیا۔ لیکن ابھی خط مکمل نہیں ہوا تھا کہ تین دن سے بیہوش پڑے ہوئے بچہ نے اپنی آنکھیں کھول دیں اور اپنا سر پھیرنا شروع کیا اور پھر ایک دو منٹ میں اپنی والدہ سے کہا کہ ماما! آپ کیوں رو رہی ہیں؟ مَیں ٹھیک ہوں۔ پھر وہ معجزانہ طور پر صحت یاب ہوتا چلا گیا۔ مَیں نے اپنے نامکمل خط میں شفایابی کا یہ سارا معجزہ لکھ کر اپنا خط مکمل کیا اور حضورؒ کی خدمت میں ارسال کردیا۔

یوگنڈا میں ایک بار اچانک میری طبیعت ناساز ہوگئی۔ ہسپتال میں سارے ٹیسٹ ہوئے لیکن طبیعت بگڑتی چلی گئی۔ پھر جسم میں ارتعاش شروع ہوگیا۔ نیورالوجی کے ایک پروفیسر کے کہنے پر حضورؒ کی اجازت سے خاکسار نے کینیا جاکر MRI سکین کروایا تو دماغ کی ایسی بیماری کا پتہ چلا جس پر مَیں پریشان ہوگیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی خدمت میں حالت بتاکر دعا کے لئے عرض کرتے رہے۔ ایک رات تہجد کے بعد لیٹا تو ایک خواب دیکھا۔ صبح یہ خواب حضورؒ کی خدمت میں لکھ دیا۔ حضورؒ نے جواباً فرمایا کہ آپ مع فیملی پاکستان چلے جائیں، خدا تعالیٰ صحت دے گا......۔

چنانچہ خاکسار پاکستان آگیا یہاں تمام ٹیسٹ کئے گئے۔ ریڑھ کی ہڈی کا MRI کروایا مگر مرض کا کوئی نام ونشان نہ تھا۔ ڈاکٹر حیران تھے کہ وہ پوائنٹ موجود تھا مگر خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے معجزانہ شفا دی اور تین ماہ میں بالکل ٹھیک ہوگیا۔

❀ ❀ ❀ ❀

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

1st June 2012 – 7th June 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 1st June 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:15	Huzoor's Tours: reception at Darul Barakat
02:45	Japanese Service
03:10	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad (ra), rec. on 14th December 1995
04:25	Aaina
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 25th December 1996
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Huzoor's Tours: tour of Scunthorpe and Bradford
07:30	Siraiki Service
08:25	Rah-e-Huda: rec. on 26th May 2012
10:00	Live proceedings from Jalsa Salana Germany 2012: day 1
12:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
13:00	Live proceedings from Jalsa Salana Germany 2012: day 1
19:25	Beacon of Truth a talk show discussing various matters relating to Islam
20:25	Fiq'ahi Masa'il: a programme related to Islamic jurisprudence
21:15	Friday Sermon [R]
22:30	Rah-e-Huda [R]

Saturday 2nd June 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Qur'an
01:15	Huzoor's Tours: tour of Scunthorpe and Bradford
02:20	Friday Sermon: rec. on 1st June 2012
03:25	Rah-e-Huda: rec. on 26th May 2012
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 30th December 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
06:55	International Jama'at News
07:30	Live proceedings from Jalsa Salana Germany 2012: day 2
19:35	Faith Matters: a question and answer programme about Islam
20:35	International Jama'at News
21:10	Rah-e-Huda [R]
22:40	Story Time [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday 3rd June 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Al-Tarteel
01:35	Jalsa Salana Bangladesh: concluding address delivered by Huzoor from London, on 7th February 2010
02:40	Story Time
03:00	Friday Sermon: rec. on 1st June 2012
04:15	Spotlight: interview with Syed Mir Masood Ahmad
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 31st December 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class
07:30	Live proceedings from Jalsa Salana Germany 2012: day 3
19:35	Yassarnal Qur'an
18:00	MTA World News
18:25	Gulshan-e-Waqfe Nau class
19:30	Real Talk: a talk show series discussing social issues affecting today's youth
20:30	The Honey Bee
21:05	MTA Variety
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question and Answer Session: rec. on 3rd March 1996. Part 1

Monday 4th June 2012

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class
02:20	The Honey Bee
02:50	Friday Sermon: rec. on 1st June 2012
03:55	Real Talk: a talk show series discussing social issues affecting today's youth
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 1st January 1997
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Al-Tarteel
07:00	Huzoor's Tours: tour of the United Kingdom
08:00	International Jama'at News
08:30	MTA Variety
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: French mulaqat, with Hadhrat Mirza Tahir Ahmad (ra). Recorded on 30th March 1998
10:00	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 16th March 2012
11:00	Peace Symposium: held in Qadian
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: rec. on 18th August 2006
14:00	Bengali Service
15:05	Peace Symposium [R]
16:10	Rah-e-Huda: rec. on 26th May 2012
17:40	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:20	Huzoor's Tour [R]
19:05	MTA Variety [R]
19:40	MTA Variety
20:30	Rah-e-Huda [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:00	Jalsa Salana Speeches [R]

Tuesday 5th June 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:30	Insight: recent news in the field of science
00:40	Al-Tarteel
01:10	Huzoor's Tour: tour of the United Kingdom
02:05	Kids Time
02:40	Friday Sermon: rec. on 18th August 2006
03:40	Peace Symposium: held in Qadian
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 6th January 1997
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Qur'an
07:00	Jalsa Salana Bangladesh: concluding address delivered by Huzoor from London, on 7th February 2010
08:00	Insight: recent news in the field of science
08:25	Land of the Long White Cloud: a tour of New Zealand
09:00	Question and Answer Session: rec. on 3rd March 1996. Part 1
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 10th June 2011
12:15	Tilawat
12:25	Insight: recent news in the field of science
12:35	Yassarnal Qur'an
13:00	Real Talk: a talk show series discussing social issues affecting today's youth
14:00	Bengali Service
15:00	Mosha'irah: a pre-recorded evening of Urdu poetry
16:00	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
16:35	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
17:05	Le Francais C'est Facile: a children's programme teaching French
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	MTA World News
18:20	Jalsa Salana Bangladesh [R]
19:30	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 1st June 2012
20:30	Insight: recent news in the field of science
21:00	Guftugu [R]
21:35	Land of the Long White Cloud [R]
22:15	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
23:00	Question and Answer Session [R]

Wednesday 6th June 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Qur'an
01:20	Jalsa Salana Bangladesh: concluding address delivered by Huzoor from London, on 7th February 2010
02:30	Le Francais C'est Facile: a children's programme teaching French
03:00	Land of the Long White Cloud: a tour of New Zealand
03:30	Guftugu
04:05	Seerat-un-Nabi (saw) [R]
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th January 1997
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Al-Tarteel
06:50	Jalsa Salana Spain: concluding address delivered by Huzoor from London, on 3rd April 2010
08:00	Real Talk: a talk show series discussing social issues affecting today's youth
09:00	Question and Answer Session: recorded on 12th August 1999
11:00	Indonesian Service
12:00	Swahili Service
12:50	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
13:25	Al-Tarteel
13:45	Friday Sermon: rec. on 1st September 2006
14:45	Bengali Service
15:45	Fiq'ahi Masa'il: a programme related to Islamic jurisprudence
16:20	Kids Time
16:55	Faith Matters: a question and answer programme about Islam
17:50	Dua-e-Mustaja'ab
18:15	Al-Tarteel
18:35	MTA World News
18:55	Jalsa Salana Spain [R]
20:00	Real Talk [R]
21:05	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:40	Kids Time
22:10	Dua-e-Mustaja'ab: a programme on the acceptance of the companions of the Promised Messiah (as)
22:35	Friday Sermon [R]
23:35	Intikhab-e-Sukhan: a poem request programme, rec. on 26th May 2012

Thursday 7th June 2012

00:30	MTA World News
00:50	Tilawat
00:55	Al-Tarteel
01:15	Jalsa Salana Spain: concluding address delivered by Huzoor from London, on 3rd April 2010
02:20	Fiq'ahi Masa'il: a programme related to Islamic jurisprudence
03:00	Mosha'irah
04:00	Faith Matters: a question and answer programme about Islam
04:55	Liqa Ma'al Arab: rec. on 24th December 1996
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Qur'an
07:05	Huzoor's Tours: tour of the United Kingdom
08:05	Beacon of Truth: a talk show discussing various matters relating to Islam
09:00	Tarjamatul Qur'an class: an in-depth explanation of Qur'anic verses by Hadhrat Mirza Tahir Ahmad (ra), rec. on 20th December 1995
10:05	Indonesian Service
11:10	Pushto Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:30	Yassarnal Qur'an
13:00	Beacon of Truth [R]
13:55	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 1st June 2012
15:00	Aaina
15:35	Intikhab-e-Sukhan: a poem request programme, rec. on 26th May 2012
16:40	Tarjamatul Qur'an class [R]
17:45	Yassarnal Qur'an [R]
18:10	MTA World News
18:45	Huzoor's Tours [R]
20:10	Faith Matters: a question and answer programme about Islam
21:15	Qur'an Sab Se Acha
21:50	Tarjamatul Qur'an class [R]
23:00	Aaina [R]
23:50	Beacon of Truth [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 19 Friday 25 May, 2012 Issue No. 21

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں
احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{ماہ فروری 2012ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات}

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

(قسط نمبر5)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ لوگ جو ہمارے مخالف ہیں یہ بھی ہمارے نوکر چاکر ہیں کہ کسی نہ کسی رنگ میں ہماری بات مشرق و مغرب تک پہنچادیتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 264۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

خوشاب میں نفرت کی تجارت بذریعہ پمفلٹ

خوشاب: حال ہی میں یہاں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خوشاب نے ایک نفرت اور فساد سے بھرا پمفلٹ شائع کر کے عام پھیلایا ہے جس پر ''اکرم طوفانی'' مولوی کا نام بھی درج ہے۔ یہ پمفلٹ دو ورقہ ہے اور اس پر عنوان درج ہے کہ ''قادیانیوں کے متعلق چند حیرت انگیز انکشافات'' ''عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت کی حقیقت؟''۔

صفحہ اول پر درج ہے: ''یاد رہے کہ قادیانیوں کے کفر اور دوسرے کافروں میں بہت زیادہ فرق ہے۔ ان سے نجات کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ان کا مکمل معاشی مقاطعہ کیا جائے بصورت دیگر ہم مسلمان بروز قیامت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہوجائیں گے''۔

اس پمفلٹ پر احمدیوں کی دوکانوں اور تجارتوں کی مکمل تفصیل درج کرنے کے بعد ان ناشرین نے اپنے رابطہ نمبر اور پتہ جلی حروف میں آخر پر لکھا ہے۔

''منجانب: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خوشاب فون نمبر: 0300-6077954 اور 0300-6071331''

فیصل آباد اور سرگودھا میں شاندار کامیابیاں سمیٹنے کے بعد پاکستانی فسادی عنصر مولوی نے یہاں بھی یہی کاروبار شروع کردیا ہے۔اب یہ تو اندھے کو بھی واضح ہے کہ جب پہلے دو اضلاع میں اس قانون شکنی پر پولیس نے اپنے ہاتھ بندھے ہونا ثابت کردیا ہے تو خوشاب میں بھی مولوی کو کسی کی کیا پرواہ ہوسکتی تھی۔

لیّہ میں ختم نبوت تحریک والوں کی بازاری کانفرنسیں

لیّہ، 10 فروری: ''ختم نبوت لیّہ'' نے اعلان کیا تھا کہ مورخہ 10 فروری کو ''کرنا والی مسجد'' میں ایک احمدیت مخالف کانفرنس منعقد ہوگی اور اگلے دن یہی بدامنی ''مکی مسجد، چوک اعظم'' میں برپا کی جائے گی جس میں متعدد مخالف مولویوں کی تقاریر کا پروگرام تھا۔

لیّہ میں اس کانفرنس کے نام پر ہونے والی اس بھاری قانون شکنی کی مزید تفصیلات کا انتظار ہے۔

بے بنیاد الزامات

کولو تارڑ، حافظ آباد، 7/فروری: یہاں مقامی جماعت کو ایک مدت سے مخالفین کی طرف سے مشکلات کا سامنا ہے۔ یہاں ایک شخص بنام غلام عباس بڑی باقاعدگی سے جماعت احمدیہ کی مخالفت اور دشمنی میں سرگرم ہے۔ سال 2009ء میں اس نے پولیس کو درخواست دی تھی کہ بعض احمدی مرحومین کی قبروں پر درج اسلامی کلمات ختم کروائے جائیں نیز احمدیوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔جس پر انتظامیہ نے قبرستان میں احمدی اور غیر احمدی قطعات الگ کروادیئے تھے۔ پھر دوبارہ سال 2009ء میں یہ شخص ایک احمدی کی دوکان پر گیا اور وہاں دعوتِ اسلام دیتے ہوئے جھگڑ پڑا تھا۔

اب حال ہی میں اس کینہ پرور نے پرانی لڑائی کے بغض کی بنا پر جہاں 16 آدمیوں پر بڑا مقدمہ درج کروایا وہاں تین معصوم احمدیوں کا نام بھی شامل کروادیا ہے۔ یہ مقدمہ تھانہ ونیکے تارڑ میں ایف آئی آر نمبر 46 148, 337, 506-A, 297, اور 149 درج کروایا گیا ہے۔ تیرہ دیگر غیر احمدیوں کے ساتھ جن تین معصوم احمدیوں کو بھی ناحق اس جھوٹے مقدمہ میں گھسیٹا جارہا ہے ان کے نام درج ذیل ہیں:

مکرم محمد اشرف صاحب، مقامی صدر جماعت، مکرم محمد ارشد صاحب اور مکرم محمد امداد صاحب۔

پاکستانی دارالحکومت بھی

مکرم ملک محمد منور صاحب اسلام آباد جماعت میں فعال کارکن ہیں اور آپ کی سیکٹر F-6 میں سپر مارکیٹ میں کپڑے سینے کی دوکان ہے۔ 20/فروری کی صبح آپ نے دیکھا کہ آپ کی دوکان کے باہر ''قادیانی واجب القتل'' لکھا ہوا ہے۔آپ نے آس پاس کے دوکان داروں کو اس فتنہ گری اور شرارت سے مطلع کیا جس پر تمام شرفاء نے اظہار افسوس کیا۔واقعہ کی اطلاع پولیس کو کردی گئی ہے۔

صوبہ خیبر پختونخواہ میں تشویشناک صورت حال

سرائے نورنگ، لکی مروت: اس جگہ احمدیوں پر عرصہ حیات انتہائی حد تک تنگ بنا دیا گیا۔ 17/جنوری کو مولویوں نے احمدیت مخالف ریلی نکالی اور اسی ہفتے ایک معروف احمدی مکرم داؤد احمد صاحب کو بھرے بازار میں گولیوں سے چھلنی کردیا گیا۔اور بدبختی کی انتہا ملاحظہ ہو کہ ان دہشت گردوں نے اس معصوم احمدی کی جان لینے پر خوشیاں بھی منائیں۔

اب یہاں 8/فروری کو ایک بڑی ریلی نکالی گئی ہے جس میں شاملین کو احمدیت مخالف آتشی تقاریر کرکے خوب انگیخت کیا گیا ہے۔اب ریلی میں اعلان کیا گیا کہ اگلا اجتماع 12/فروری کو ہوگا جس میں احمدیوں سے بزور بازو ترک احمدیت کرواکر رجوع اسلام کروایا جائے گا۔

ایک غیر احمدی دوست نے باوثوق ذرائع سے احمدیوں کو مطلع کیا ہے کہ معاندین کی سازشیں بہت گہری ہیں اور اب کی بار بڑا گھاؤ پہنچانے کی تیاری ہورہی ہے۔ یاد رہے کہ اس شہر میں احمدیوں کی محدود تعداد رہ رہی ہے اور ان کے گھر بھی ایک الگ تھلگ علاقہ میں ہیں اس صورت حال میں خطرہ کا احساس اور نقصان کا اندیشہ کئی گنا بڑھ چکا ہے۔اب انہیں ہجرت کرنے کے سوا کوئی اور راہ نہیں سوجھتی ہے۔

یقیناً پاکستان میں احمدیوں کو درپیش یہ ناقابل برداشت صورت حال حکومت وقت کی نااہلی اور امن وامان کی بربادی کی درست اور حقیقی منظر کشی کررہی ہے۔

(باقی آئندہ)

✡ ✡ ✡ ✡ ✡ ✡

ہدایات برائے داخلہ جامعہ احمدیہ یوکے 2012ء

جامعہ احمدیہ یوکے کی درجہ ممہدہ کیلئے داخلہ ٹیسٹ (تحریری امتحان وانٹرویو) 01 اور 02/اگست 2012ء کو انشاءاللہ جامعہ احمدیہ یوکے میں ہوگا۔ داخلہ ٹیسٹ میں شمولیت کے قواعد حسب ذیل ہیں:۔

تعلیمی معیار:

درخواست دہندہ کے کم از کم چھ مضامین میں جی سی ایس ای (GCSE)، کم از کم تین مضامین میں اے لیولز (A-Levels) یا اس کے مساوی تعلیم میں C گریڈ سے کم گریڈ یا 60% سے کم نمبر نہ ہوں۔

عمر:

جی سی ایس سی (GCSE) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 17 سال اور اے لیولز (A-Levels) پاس کرنے والے طالب علم کی زیادہ سے زیادہ عمر 19 سال ہونی چاہئے۔

میڈیکل رپورٹ:

درخواست دہندہ کی صحت کے متعلق ڈاکٹر (GP) کی طرف سے تفصیلی میڈیکل رپورٹ انگریزی زبان میں درخواست کے ساتھ منسلک ہونی چاہئے۔

تحریری ٹیسٹ و انٹرویو:

درخواست دہندہ کا ایک تحریری ٹیسٹ اور ایک انٹرویو ہوگا۔ جس میں سے ہر دو میں پاس ہونا لازمی ہے۔ انٹرویو کیلئے صرف اسی کینڈیڈیٹ کو بلایا جائے گا جو تحریری ٹیسٹ میں کامیاب قرار پائے گا۔ تحریری ٹیسٹ اور انٹرویو کیلئے قرآن کریم ناظرہ، وقف نو سلیبس اور انگریزی و اردو زبان لکھنا، پڑھنا اور بولنا بنیادی نصاب ہوگا۔ **تاہم ترجمہ قرآن کریم اور کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں بھی کینڈیڈیٹ کا اس طور پر جائزہ لیا جائے گا کہ اس میں ان کے پڑھنے کا رجحان موجود ہے کہ نہیں۔**

درخواست دینے کا طریق:

درخواست، متعلقہ درخواست فارم پر درج ذیل دستاویزات کے ساتھ ہی قابل قبول ہوگی:۔ ۱۔ درخواست فارم مع تصدیق نیشنل امیر صاحب۔ ۲۔ درخواست دہندہ کی صحت کی بابت تفصیلی میڈیکل رپورٹ (بزبان انگریزی)۔ ۳۔ جی سی ایس سی / اے لیولز کے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل۔ نتیجہ کے انتظار کی صورت میں سکول یا ٹیوٹر کی طرف سے متوقع گریڈز (Projected Grades) پر مشتمل خط۔ ۴۔ پاسپورٹ کی مصدقہ نقل۔ ۵۔ درخواست دہندہ کی ایک عدد پاسپورٹ سائز فوٹو۔

متفرق ہدایات:

1۔ درخواست میں کینڈیڈیٹ کے نام کے سپیلنگ وہی لکھے جائیں جو پاسپورٹ میں درج ہیں۔

2۔ مصدقہ درخواست جامعہ احمدیہ یوکے میں 30/جون 2012ء تک پہنچنی لازمی ہے، اس کے بعد موصول ہونے والی درخواستوں پر کارروائی نہیں کی جائے گی۔ 3۔ جامعہ احمدیہ یوکے کا ایڈریس درج ذیل ہے:۔

Jamia Ahmadiyya UK, 2 South Gardens, Collierswood,
London SW19 2NT
Tel: 020 8542 9850, 020 8544 2862, Fax:020 8417 0348

۴۔ رابطہ کیلئے جامعہ احمدیہ کے اوقات سوموار تا ہفتہ صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک ہیں۔

(پرنسپل جامعه احمديه برطانيه)